عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

ہفت روزہ


# ختم نبوۃ


جلد نمبر ۲۰ | ۱۳ تا ۱۹ جمادی الاول ۱۴۲۲ھ بمطابق ۳ تا ۹/ اگست ۲۰۰۱ء | شمارہ نمبر ۱۱


## اسلام اور جمہوریت

سولہویں ختم نبوت کانفرنس برمنگھم
کے قائدین کے
پیغامات و تاثرات

حکمرانی کے زریں اصول

ختم نبوت کا معنی اور مطلب

مسلم خواتین کا تاریخی کردار

## توضیح و تشریح العلیم جل جلالہ


Email:webmaster@khatme-nubuwwat.org



http://www.khatme-nubuwwat.org.p

## کٹے ہوئے ناخن کا پاؤں کے نیچے آنا تتلیوں کا پھڑکنا، کالی بلی کا راستہ کاٹنا:

س:...... ۱: بزرگوں سے سنا ہے کہ اگر کاٹا ہوا ناخن کسی کے پاؤں کے نیچے آجائے تو وہ شخص اس شخص کا (جس نے ناخن کاٹا ہے) دشمن بن جاتا ہے؟

۲: جناب کیا تتلیوں کا پھڑکنا کسی خوشی یا غمی کا سبب بنتا ہے؟

۳:...... اگر کالی بلی راستہ کاٹ جائے تو کیا آگے جانا خطرے کا باعث بن جائے گا؟

ج:...... یہ تینوں باتیں محض توہم پرستی کی مد میں آتی ہیں۔ شریعت میں اس کی کوئی اصل نہیں۔

## زمین پر گرم پانی ڈالنے سے کچھ نہیں ہوتا:

س:...... زمین پر گرم پانی وغیرہ گرانا منع ہے یا نہیں بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ گناہ ہے زمین کو تکلیف ہوتی ہے؟

ج:...... محض غلط خیال ہے۔

## نمک زمین پر گرنے سے کچھ نہیں ہوتا لیکن قصداً گرانا برا ہے:

س:...... کیا نمک اگر زمین پر گر جائے (یعنی پیروں کے نیچے آئے) تو روزِ قیامت پلکوں سے اٹھانا پڑے گا؟

ج:...... نمک بھی خدا کی نعمت ہے اس کو زمین پر نہیں گرانا چاہئے۔ لیکن جو سزا آپ نے لکھی ہے وہ قطعاً غلط ہے۔

## پتھروں کا انسان کی زندگی پر اثر ہونا:

س:...... ہم جو انگوٹھی وغیرہ پہنتے ہیں اور اس میں اپنے نام کے ستارے کے حساب سے پتھر لگواتے ہیں۔ مثال کے طور پر عقیق، فیروزہ، وغیرہ وغیرہ۔ کیا یہ اسلام کی رو سے جائز ہے اور کیا کوئی پتھر کا پہننا بھی سنت ہے؟

ج:...... پتھر انسان کی زندگی پر اثر انداز نہیں ہوتے۔ انسان کے اعمال اثر انداز ہوتے ہیں۔

## فیروزہ پتھر حضرت عمرؓ کے قاتل فیروز کے نام پر ہے:

س:...... لعل، یاقوت، زمرد، عقیق اور سب سے بڑھ کر فیروزہ کے نگ کو انگوٹھی میں پہننے سے کیا حالات میں تبدیلی رونما ہوتی ہے اور اس کا پہننا اور اس پر یقین رکھنا جائز ہے؟

ج:...... پتھروں کو کامیابی و ناکامی میں کوئی دخل نہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قاتل کا نام فیروز تھا۔ اس کے نام کو عام کرنے کے لئے سبائیوں نے "فیروزہ" کو متبرک پتھر کی حیثیت سے پیش کیا۔ پتھروں کے بارے میں نحس و سعد کا تصور سبائی افکار کا شاخسانہ ہے۔

## پتھروں کی اصلیت:

س:...... میری خالہ جان چاندی کی انگوٹھی میں فیروزہ کا پتھر پہننا چاہتی ہیں۔ آپ برائے مہربانی ذرا پتھروں کی اصلیت کے بارے میں وضاحت کریں۔ ان کا واقعی کوئی فائدہ ہوتا ہے یا یہ سب داستانیں ہیں۔ اگر ان کا وجود ہے تو فیروزہ پتھر کس وقت، کس دن اور کس دھات میں پہننا مبارک ہے؟

ج:...... پتھروں سے آدمی مبارک نہیں ہوتا، انسان کے اعمال اس کو مبارک یا ملعون بناتے ہیں۔ پتھروں کو مبارک و نامبارک سمجھنا عقیدے کا فساد ہے جس سے توبہ کرنی چاہئے۔

## پتھروں کے اثرات کا عقیدہ رکھنا کیسا ہے؟

س:...... اکثر لوگ مختلف ناموں کے پتھروں کی انگوٹھیاں ڈالتے ہیں اور ساتھ یہ بھی کہتے ہیں کہ فلاں پتھر میری زندگی پر اچھے اور برے اثرات ڈالتا ہے اور ساتھ ساتھ ان پتھروں کو اپنے حالات اچھے اور برے کرنے پر یقین رکھتے ہیں۔ بتائیں کہ شرعی لحاظ سے ان پتھروں پر ایسا یقین رکھنا اور سونے میں ڈالنا کیسا ہے؟

ج:...... پتھر انسان کی زندگی پر اثر انداز نہیں ہوتے اس کے نیک یا بد عمل اس کی زندگی کے بننے یا بگڑنے کے ذمہ دار ہیں۔ پتھروں کو اثر انداز سمجھنا مشرک قوموں کا عقیدہ ہے، مسلمانوں کا نہیں اور سونے کی انگوٹھی مردوں کو حرام ہے۔

## نظر لگنے کی حقیقت:

س:...... بڑے بوڑھوں سے اکثر سننے میں آتا ہے کہ فلاں شخص کو نظر لگ گئی اور اس طرح اس کی آمدنی کم ہوگئی یا کاروبار میں نقصان ہوگیا یا ملازمت ختم ہوگئی وغیرہ۔ براہ کرم وضاحت فرمائیں کہ نظر لگنے کی حقیقت کیا ہے؟

ج:...... صحیح بخاری شریف (کتاب الطب، باب العین حق) کی حدیث میں ہے کہ: "العین حق" یعنی نظر لگنا برحق ہے۔ حافظ ابن حجرؒ نے فتح الباری (ج:۱۰ ص:۲۰۴) میں اس کے ذیل میں مسند بزار سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: "قضا و قدر کے بعد اکثر لوگ نظر لگنے سے مرتے ہیں۔" اس سے معلوم ہوا کہ نظر لگنے سے بعض دفعہ آدمی بیمار بھی ہوجاتا ہے اور بعض صورتوں میں یہ بیماری موت کا پیش خیمہ بھی بن جاتی ہے۔ دوسرے نقصانات کو اسی سے قیاس کیا جاسکتا ہے۔ حدیث میں ہے کہ جو شخص کسی چیز کو دیکھے اور وہ اسے بہت ہی اچھی لگے تو اگر وہ "ماشاء اللہ لاقوۃ الا باللہ" کہہ دے تو اس کو نظر نہیں لگے گی۔

http://www.khatme-nubuwwat.org.pk

# ہفت روزہ ختم نبوت

۱۳ تا ۱۹ جمادی الاول ۱۴۲۲ھ بمطابق ۳ تا ۹ اگست ۲۰۰۱ء

جلد: ۲۰

شمارہ: ۱۱

سرپرست اعلیٰ: حضرت خواجہ خان محمد مدظلہ

سرپرست: حضرت سید نفیس الحسینی مدظلہ

مدیر اعلیٰ: مولانا عزیز الرحمن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ: مولانا مفتی محمد جمیل خان

مدیر: مولانا اللہ وسایا

## بیادگار

- امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
- خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
- مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
- مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
- محدث العصر مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
- فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
- شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
- امام اہلسنت حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ
- حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
- مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

## مجلس ادارت:

مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر، مولانا عبدالرحیم اشعر، مفتی نظام الدین شامزی، مولانا نذیر احمد تونسوی، مولانا سعید احمد جلال پوری، علامہ احمد میاں حمادی، مولانا منظور احمد الحسینی، صاحبزادہ طارق محمود، مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی، مولانا محمد اشرف کھوکھر

☆..........☆..........☆

سرکولیشن منیجر: محمد انور، ناظم مالیات: جمال عبدالناصر

قانونی مشیران: حشمت حبیب ایڈووکیٹ، منظور احمد ایڈووکیٹ

ٹائٹل و تزئین: محمد ارشد خرم، کمپیوٹر کمپوزنگ: محمد فیصل عرفان

**زر تعاون بیرون ملک**

امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا ۹۰ ڈالر

یورپ، افریقہ ۷۰ ڈالر

سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، مشرق وسطی، ایشیائی ممالک ۵۰ ڈالر

**زر تعاون اندرون ملک**

فی شمارہ ۸ روپے، سالانہ ۳۰۰ روپے

ششماہی ۱۵۰ روپے

چیک، ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت نیشنل بینک ... اکاؤنٹ نمبر ... کراچی پاکستان ارسال کریں

## اس شمارے میں

- سولہویں ختم نبوت کانفرنس برمنگھم قائدین کے پیغامات و تاثرات (اداریہ) 4
- اسلام اور جمہوریت (حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ) 6
- ختم نبوت کا مفہوم (حضرت مولانا اللہ وسایا) 9
- قادیانیوں کی حقیقت (حضرت مولانا عاشق الٰہی میرٹھیؒ) 11
- حکمرانی کے زریں اصول (حضرت مولانا خلیل الرحمن نعمانی) 15
- مسلم خواتین کا تاریخی کردار (حضرت مولانا محمد عبداللہ حسنی ندوی) 19
- توضیح و تشریح العلیم جل جلالہ (مولانا محمد اشرف کھوکھر) 23
- اخبار ختم نبوت 26

لندن آفس

35 Stockwell Green, London. SW9 9HZ U.K. Ph: 0207-737-8199

مرکزی دفتر

حضوری باغ روڈ ملتان

فون ۵۱۴۱۲۲-۵۸۳۴۸۶ فیکس ۵۴۲۲۷۷

Hazoori Bagh Road, Multan. Ph: 583486-514122 Fax: 542277

رابطہ دفتر

جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)

ایم اے جناح روڈ کراچی فون ۷۷۸۰۳۳۷ فیکس ۷۷۸۰۳۴۰

Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust) Old Numaish M. A. Jinnah Road, Ph: 7780337 Fax: 7780340

ناشر: عزیز الرحمن جالندھری طابع: سید شاہد حسن مطبع: القادر پرنٹنگ پریس مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

# سولہویں ختم نبوت کانفرنس برمنگھم...... قائدین کے پیغامات وتأثرات

## شیخ المشائخ حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم

(امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت)

۵/اگست کو الحمدللہ! حسب سابق سولہویں ختم نبوت کانفرنس منعقد ہو رہی ہے‘ جس میں نبی آخرالزمان محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کے تمام پہلوؤں پر عمومی طور پر روشنی ڈالی جائے گی جبکہ خصوصی طور پر عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت سے عام مسلمانوں کو آگاہ کیا جائے گا۔ تمام مسلمانوں کے علم میں یہ بات واضح طور پر ہے کہ اس وقت پوری دنیائے کفر اسلام اور اس کی تہذیب وتمدن کو مٹانے کے درپے ہے۔ مسلمانوں کو ختم کرنے کا کوئی طریقہ ایسا نہیں جس کو وہ بروئے کار نہ لا رہے ہوں۔ مذہب کے نام سے ان کو چڑ سی ہے۔ مسلمانوں کو مذہب پر عمل پیرا ہوتے دیکھ کر ان کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ مسلمانوں کے درمیان افتراق وانتشار پھیلانا ان کا سب سے بڑا حربہ ہے‘ جس کے لئے قادیانیوں کو خصوصی طور پر اس مہم پر لگایا گیا ہے۔ پوری قادیانی جماعت اسلام کا لبادہ اوڑھ کر پسماندہ اور غریب علاقوں میں مسلمانوں کو عقیدۂ ختم نبوت سے ہٹانے اور مرزا غلام احمد قادیانی کے جھوٹے دعوائے نبوت‘ مسیح موعود‘ مجددیت‘ مہدیت وغیرہ کے چکر میں پھنسانے کے لئے مصروف عمل ہیں۔ خاتم النبیین کی غلط تشریح کے ذریعہ ناواقف مسلمانوں کے ذہنوں کو مسموم کیا جا رہا ہے جبکہ ترغیبات کے تمام پہلوؤں کو بروئے کار لاکر مسلمانوں کو راہ سے ہٹانے کی بھرپور مہم جاری ہے۔ مسلمانوں اور پاکستان کے خلاف مذموم اور جھوٹا پروپیگنڈہ کر کے انگلینڈ‘ یورپ‘ کینیڈا‘ امریکہ میں سیاسی پناہ اور دیگر مفادات کے حصول کے ساتھ ساتھ مسلمانوں کے خلاف ایک زبردست لابی بھی تیار کی جا رہی ہے۔ ان حالات میں مسلمانوں کی اولین ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے دین کے تحفظ‘ عقیدۂ ختم نبوت کی بقا‘ نبی آخرالزمان صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت اور اسلام کے آفاقی مذہب کی سربلندی کے لئے بھرپور جدوجہد کریں۔ نوجوان اور کم علم مسلمانوں کو لادینی سرگرمیوں سے بچانے اور قادیانیوں کے چنگل میں پھنسنے سے بچانے کے لئے اپنا کردار ادا کریں۔ اگر مسلمانوں نے اس سلسلہ میں غفلت برتی تو قیامت کے دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے محرومی کا سامنا کرنا پڑے گا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کانفرنسوں اور اجتماعات کے ذریعہ مسلمانوں کو اس طرف متوجہ کرنے کی کوشش کرتی ہے اس لئے ان اجتماعات اور اس کانفرنس میں شرکت اور نوجوان نسل کو اس کانفرنس کی شرکت کی ترغیب دینا ہم سب کا مذہبی فریضہ ہے۔ میری تمام مسلمانوں سے اپیل ہے کہ وہ اس کانفرنس میں جوق در جوق شرکت کر کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کے مستحق بنیں۔

## ندائے ملت امیر الہند مولانا سید محمد اسعد مدنی

(امیر جمعیت علماً ہند)

ختم نبوت کانفرنس کا انعقاد بلاشبہ اس دور کی سب سے اہم ضرورت ہے۔ دنیائے کفر نے جس طرح این جی اوز کے ذریعہ مسلمانوں کو کافر بنانے کی مہم شروع کی ہوئی ہے اور قادیانی جماعت جس انداز میں پاکستان‘ ہندوستان‘ افریقی اور یورپی ممالک میں اسلام کا لبادہ اوڑھ کر مسلمانوں کو اسلام سے ہٹانے کی مہم جوئی میں لگی ہوئی ہے وہ بہت زیادہ تشویشناک ہے وقت کا تقاضہ ہے کہ مسلمان تحریک کے انداز میں آئینی اور قانونی دائرے کے اندر رہتے ہوئے اس کے سدباب کی کوشش کریں۔ بنگلہ دیش‘ انڈونیشیا میں این جی اوز کی سرگرمیوں کی وجہ سے کروڑوں مسلمانوں کے ایمان کو خطرات لاحق ہیں۔ دوسری طرف قادیانیوں نے ہندوستان اور یورپ میں اسلامی مراکز کے عنوان سے اپنے مذہب کی تبلیغ شروع کر دی ہے ان کا دعویٰ ہے کہ وہ کروڑوں مسلمانوں کو قادیانی بنانے میں کامیاب ہو گئے ہیں اگرچہ اس دعویٰ میں صداقت نہیں لیکن اس سے ان کے عزائم کا اندازہ بخوبی لگایا جاسکتا ہے۔ ایک طرف دنیائے کفر مشن کے انداز میں مسلمانوں کے دین اور مذہب‘ معاشرت‘ تہذیب وتمدن پر حملہ آور ہو اور مسلمان اطمینان وخاموشی سے بیٹھ کر غفلت کا مظاہرہ کریں تو اس کا انجام مسلمانوں کی تباہی کے سوا کچھ نہیں۔ ایسی صورت حال میں علماً کرام اپنی ذمہ داری کا احساس کر کے مسلمانوں کو ان خطرات کی طرف متوجہ ہی کر سکتے ہیں اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی ان کانفرنسوں کا مقصد بھی مسلمانوں کو ان خطرات سے آگاہ کرنا ہے۔ علماً کرام‘ مشائخ عظام اور عام مسلمانوں پر اس وقت یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ نسل نو کے ایمان کی حفاظت اور عقیدۂ ختم نبوت سے اس کی وابستگی کے لئے بھرپور محنت کریں اور اس کانفرنس کو کامیاب بنانے کی بھرپور جدوجہد کریں۔

## حضرت مولانا فضل الرحمٰن

(امیر جمعیت علماء اسلام پاکستان)

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی پوری تاریخ عظیم قربانیوں اور عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے بھرپور جدوجہد سے عبارت ہے۔ اکابر علماء کرام امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ' قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ' مولانا محمد علی جالندھریؒ' مولانا محمد حیاتؒ' مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ' مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ' مفتی ولی حسن ٹونکیؒ' مولانا لال حسین اخترؒ اور شہید ختم نبوت حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ وغیرہ کی زندگیوں کا مطالعہ کیا جائے تو ساری عمر عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے بسر وقف کئے رکھیں۔ جمعیت علماء اسلام نے ابتداء ہی سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے اس مشن میں ہراول دستے کا کردار ادا کیا۔ ۱۹۵۳ء کی تحریک ہو یا ۱۹۷۴ء اور ۱۹۸۴ء کی۔ ہر موقع پر جمعیت علماء اسلام عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے شانہ بشانہ عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کا فریضہ انجام دیتی رہی۔ ۱۹۷۴ء میں مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ نے جس بہترین انداز میں محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ تحریک کی قیادت کی اور قومی اسمبلی میں مسئلہ کو پیش کیا اور آخر کار اسمبلی نے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا۔ ۱۹۸۴ء میں جنرل ضیاء الحق مرحوم کے دور میں شیخ المشائخ مولانا خواجہ خان محمد صاحب کی قیادت میں جاں نثاران ختم نبوت' جمعیت علماء اسلام کے کارکنوں اور قائدین نے اسلام آباد میں دھرنا دیا' جس کی وجہ سے امتناع قادیانیت آرڈیننس جاری ہوا۔ الحمدللہ! جمعیت علماء اسلام آج بھی دنیا کے ہر گوشے میں عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ اور قادیانیت کی خلاف اسلام سرگرمیوں سے مسلمانوں کو بچانے کے لئے اپنا کردار ادا کرے گی۔ میں یورپ میں رہنے والے تمام مسلمانوں سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ اس کانفرنس کو بھرپور انداز میں کامیاب کریں۔

## مولانا شاہ احمد نورانی

(صدر جمعیت علماء پاکستان)

عقیدۂ ختم نبوت کا تحفظ تمام مسلمانوں کی مشترکہ ذمہ داری ہے اور الحمدللہ! ہر دور میں مسلمانوں نے اس سلسلے میں بڑی سے بڑی قربانی سے دریغ نہیں کیا اور مشترکہ جدوجہد کے ذریعہ مرزا غلام احمد قادیانی کے جھوٹے دعوائے نبوت کو تسلیم کرنے والے اور عقیدۂ ختم نبوت کا انکار کرنے والوں کو جسد ملت اسلامیہ سے الگ قرار دیا۔ قیام پاکستان سے پہلے تحریک ختم نبوت ہو یا قیام پاکستان کے بعد عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے کوئی تحریک تمام مسالک کے علماء کرام اور عامۃ المسلمین ایک ہی صف میں کھڑے نظر آتے ہیں۔ ۱۹۷۴ء میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا بل حزب اختلاف کی طرف سے احقر نے پیش کیا جبکہ مولانا مفتی محمود' مولانا سید محمد یوسف بنوری' پروفیسر غفور' نوابزادہ نصراللہ خان اور حزب اختلاف کے دیگر ممبران سب نے مشترکہ طور پر یہ تحریک چلائی اور قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دلوانے میں مسلمان کامیاب ہوا۔ آج بھی جب عقیدۂ ختم نبوت کا مسئلہ ہو یا توہین رسالت قانون کا تحفظ یا مسلمانوں کو قادیانیوں اور دیگر این جی اوز سے بچانے کی جدوجہد۔ ہم سب مسلمان مشترکہ طور پر اس جدوجہد میں شرکت کرتے ہیں۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی یہ کانفرنس اس سلسلہ کی کڑی ہے تمام مسلمانوں کو اس میں بھرپور انداز میں شرکت کرنی چاہئے۔

## ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر (رئیس جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن)

## مولانا مفتی نظام الدین شامزئی (شیخ الحدیث جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن)

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیراہتمام ۵/اگست کو برمنگھم میں ہونے والی ختم نبوت کانفرنس یورپ کے مسلمانوں کو عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت سے آگاہ کرنے' قادیانی جماعت اور این جی اوز کی خلاف اسلام سرگرمیوں کی طرف متوجہ کرنے اور نئی نسل کے ایمان کی حفاظت کے لئے منعقد کی جارہی ہے۔ اس سے قبل یورپ اور پورے برطانیہ میں علماء کرام کے تبلیغی دورے اور ختم نبوت کے اجتماعات کے ذریعہ مسلمانوں کو گھر گھر جاکر اسلامی تشخص اجاگر کرنے کی ترغیب دی جاتی ہے جو کہ بہت ہی خوش آئند بات ہے۔ اس وقت نوجوان نسل کو ترغیبی انداز میں اسلام سے ہٹانے کی جو مہم شروع ہے اس کے تدارک کے لئے اس قسم کے تبلیغی پروگرام اور کانفرنسوں کا انعقاد وقت کی اہم ضرورت ہے۔ اس لئے تمام مسلمانوں کو ان پروگراموں میں عمومی طور پر اور سولہویں ختم نبوت کانفرنس برمنگھم میں خصوصی طور پر جوق در جوق شرکت کرکے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت اور عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت کا اظہار کرنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت نصیب ہوگی۔

تحریر: حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

# اسلام اور جمہوریت

خلافت مسلمانوں کے سربراہ پر اقامت دین کی ذمہ داری عائد کرتی ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی زمین پر اللہ کا دین قائم کیا جائے اور اللہ کے بندوں پر اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ نظام عدل کو نافذ کیا جائے جبکہ جمہوریت کو نہ خدا اور رسول سے کوئی واسطہ ہے نہ دین اور اقامت دین سے کوئی غرض ہے اس کا کام عوام کی خواہشات کی تکمیل ہے اور وہ ان کے منشاء کے مطابق قانون سازی کی پابند ہے۔ شہید ختم نبوت حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کی یادگار تحریر

سوال: میری ایک الجھن یہ ہے کہ: ''اسلام میں جمہوریت کی گنجائش ہے یا نہیں؟'' کیونکہ میری ناقص رائے کے مطابق ''جمہوریت'' کی حکومت میں آزاد خیالی اور لفظ آزادی کی وجہ سے مسلمان تمام حدوں سے تجاوز کر جاتے ہیں، جبکہ مذہب ''گھر'' تک محدود ہو جاتا ہے۔ حالانکہ ''اسلام'' نہ صرف ایک بے مثال مذہب ہے بلکہ اس میں خدا کے مستند قوانین سموئے ہوئے ہیں اور اسلام میں ایک حد میں رہتے ہوئے آزادی بھی دی گئی ہے۔ برائے مہربانی جواب عنایت فرمائیں۔

جواب: بعض غلط نظریات قبولیت عامہ کی ایسی سند حاصل کر لیتے ہیں کہ بڑے بڑے عقلا اس قبولیت عامہ کے آگے سر ڈال دیتے ہیں۔ وہ یا تو ان غلطیوں کا ادراک ہی نہیں کر پاتے یا اگر ان کو غلطی کا احساس بھی ہو جائے تو اس کے خلاف لب کشائی کی جرأت نہیں کر سکتے۔ دنیا میں جو بڑی بڑی غلطیاں رائج ہیں، ان کے بارے میں اہل عقل اسی المیہ کا شکار ہیں۔ مثلاً ''بت پرستی'' کو لیجئے، خدائے وحدہ لاشریک کو چھوڑ کر خود تراشیدہ پتھروں اور مورتیوں کے آگے سر بسجود ہونا کس قدر غلط اور باطل ہے۔ انسانیت کی اس سے بڑھ کر توہین و تذلیل کیا ہوگی کہ انسان کو، جو اشرف المخلوقات ہے، بے جان مورتیوں کے سامنے سرنگوں کر دیا جائے اور اس سے بڑھ کر ظلم کیا ہوگا کہ حق تعالیٰ شانہ کے ساتھ مخلوق کو شریک عبادت کیا جائے۔ لیکن مشرک برادری کے عقلا کو دیکھو کہ وہ خود تراشیدہ پتھروں، درختوں، جانوروں وغیرہ کے آگے سجدہ کرتے ہیں۔ تمام تر عقل و دانش کے باوجود ان کا ضمیر اس کے خلاف احتجاج نہیں کرتا اور نہ وہ اس میں کوئی قباحت محسوس کرتے ہیں۔

اسی غلط قبولیت عامہ کا سکہ آج ''جمہوریت'' میں چل رہا ہے۔ جمہوریت دور جدید کا وہ ''صنم اکبر'' ہے جس کی پرستش اول اول دانایان مغرب نے شروع کی۔ چونکہ وہ آسمانی ہدایت سے محروم تھے اس لئے ان کی عقل نارسا نے دیگر نظامہائے حکومت کے مقابلہ میں جمہوریت کا بت تراش لیا، اور پھر اس کو مثالی طرز حکومت قرار دے کر اس کا صور اس بلند آہنگی سے پھونکا کہ پوری دنیا میں اس کا غلغلہ بلند ہوا۔ یہاں تک کہ مسلمانوں نے بھی تقلید مغرب میں جمہوریت کی مالا جپنی شروع کر دی۔ کبھی یہ نعرہ بلند کیا گیا کہ: ''اسلام جمہوریت کا علمبردار ہے'' اور کبھی ''اسلامی جمہوریت'' کی اصطلاح وضع کی گئی۔ حالانکہ مغرب جمہوریت کے جس بت کا پجاری ہے، اس کا نہ صرف یہ کہ اسلام سے کوئی تعلق نہیں، بلکہ وہ اسلام کے سیاسی نظریہ کی ضد ہے۔ اس لئے اسلام کے ساتھ جمہوریت کا پیوند لگانا اور جمہوریت کو مشرف بہ اسلام کرنا صریحاً غلط ہے۔

سب جانتے ہیں کہ اسلام نظریہ خلافت کا داعی ہے، جس کی رو سے اسلامی مملکت کا سربراہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ اور نائب کی حیثیت سے اللہ تعالیٰ کی زمین پر احکام الٰہیہ کے نفاذ کا مدار قرار دیا گیا ہے۔

چنانچہ مسند الہند حکیم الامت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ خلافت کی تعریف ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں:

ترجمہ: ''خلافت کے معنی ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نیابت میں دین کو قائم (اور نافذ) کرنے کے لئے مسلمانوں کا سربراہ بننا۔''

اور اقامت دین کے ذرائع مندرجہ ذیل ہیں:

۱: دینی علوم کو زندہ رکھنا۔

۲: ارکان اسلام کو قائم کرنا۔

۳: جہاد کو قائم کرنا اور متعلقات جہاد کا انتظام کرنا، مثلاً لشکروں کا مرتب کرنا، مجاہدین کو وظائف دینا اور مال غنیمت ان میں تقسیم کرنا۔

۴: قضا و عدل کو قائم کرنا، حدود شرعیہ کو نافذ کرنا اور مظالم کو رفع کرنا۔

۵: امر بالمعروف اور نہی عن

انتظر کرتا۔ (ازالۃ الخفاء ص:۲)

اس کے برعکس جمہوریت میں عوام کی نمائندگی کا تصور کارفرما ہے چنانچہ جمہوریت کی تعریف ان الفاظ میں کی جاتی ہے:

”جمہوریت وہ نظام حکومت ہے جس میں عوام کے چنے ہوئے نمائندوں کی اکثریت رکھنے والی سیاسی جماعت حکومت چلاتی ہے، اور عوام کے سامنے جوابدہ ہوتی ہے۔“

گویا اسلام کے نظام خلافت اور مغرب کے زاشیدہ نظام جمہوریت کا راستہ پہلے ہی قدم پر الگ الگ ہو جاتا ہے۔ چنانچہ

”۱:...... خلافت، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نیابت کا تصور پیش کرتی ہے اور جمہوریت عوام کی نیابت کا نظریہ پیش کرتی ہے۔

۲:...... خلافت مسلمانوں کے سربراہ پر اقامت دین کی ذمہ داری عائد کرتی ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی زمین پر اللہ کا دین قائم کیا جائے اور اللہ کے بندوں پر اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ نظام عدل کو نافذ کیا جائے جبکہ جمہوریت کو نہ خدا اور رسول سے کوئی واسطہ ہے نہ دین اور اقامت دین سے کوئی غرض ہے اس کا کام عوام کی خواہشات کی تکمیل ہے اور وہ ان کے منشاء کے مطابق قانون سازی کی پابند ہے۔

۳:...... اسلام، منصب خلافت کے لئے خاص شرائط عائد کرتا ہے، مثلاً مسلمان ہو، عاقل و بالغ ہو، سلیم الحواس ہو، مرد ہو، عادل ہو، احکام شرعیہ کا عالم ہو جبکہ جمہوریت ان شرائط کی قائل نہیں۔ جمہوریت یہ ہے کہ جو جماعت بھی عوام کو سبز باغ دکھا کر اسمبلی میں زیادہ نشستیں حاصل کرلے اسی کو عوام کی نمائندگی کا حق ہے۔ جمہوریت کو اس سے بحث نہیں کہ عوامی اکثریت حاصل کرنے والے ارکان مسلمان ہیں یا کافر، نیک ہیں یا بد، متقی و پرہیزگار ہیں یا فاجر و بدکار، احکام شرعیہ کے عالم ہیں یا جاہل مطلق اور لائق ہیں یا کندہ ناتراش...... الغرض جمہوریت میں عوام کی پسند و ناپسندی سب سے بڑا معیار ہے اور اسلام جن جن اوصاف و شرائط کا کسی حکمران میں پایا جانا ضروری قرار دیا وہ عوام کی حمایت کے بعد سب لغو اور فضول ہیں۔ اور جو نظام سیاست اسلام نے مسلمانوں کے لئے وضع کیا ہے وہ جمہوریت کی نظر میں محض بیکار اور لایعنی ہے۔ (نعوذ باللہ)

۴:...... خلافت میں حکمران کے لئے، بالاتر قانون کتاب وسنت ہے۔ اور اگر مسلمانوں کا اپنے حکام کے ساتھ نزاع ہو جائے تو اس کو اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے رد کیا جائے گا اور کتاب و سنت کی روشنی میں اس کا فیصلہ کیا جائے گا۔ جس کی پابندی راعی اور رعایا دونوں پر لازم ہوگی۔ جبکہ جمہوریت کا فتویٰ یہ ہے کہ مملکت کا آئین سب سے مقدس دستاویز ہے اور تمام نزاعی امور میں آئین و دستور کی طرف رجوع لازم ہے حتیٰ کہ عدالتیں بھی آئین کے خلاف فیصلہ صادر نہیں کرسکتیں۔

لیکن ملک کا دستور اپنے تمام تر تقدس کے باوجود عوام کے منتخب نمائندوں کے ہاتھ کا کھلونا ہے وہ مطلوبہ اکثریت کے بل بوتے پر اس میں جو چاہیں ترمیم و تنسیخ کرتے پھریں ان کو کوئی روکنے والا نہیں اور مملکت کے شہریوں کے لئے جب قانون چاہیں بناڈالیں کوئی ان کو پوچھنے والا نہیں۔ یاد ہوگا کہ انگلینڈ کی پارلیمنٹ نے دو مردوں کی شادی کو قانوناً جائز قرار دیا تھا اور کلیسا نے ان کے فیصلے پر صاد کردیا تھا۔ چنانچہ عملاً دو مردوں کا کلیسا کے پادری نے نکاح پڑھایا تھا۔ نعوذ باللہ حال ہی میں پاکستان کی ایک محترمہ کا بیان اخبارات کی زینت بنا تھا کہ جس طرح اسلام نے ایک مرد کو بیک وقت چار عورتوں سے شادی کی اجازت دی ہے اسی طرح ایک عورت کو بھی اجازت ہونی چاہئے کہ وہ بیک وقت چار شوہر رکھ سکے۔ ہمارے یہاں جمہوریت کے نام پر مرد و زن کو مساوات کے جو نعرے لگ رہے ہیں بعید نہیں کہ جمہوریت کا نشہ کچھ تیز ہو جائے اور پارلیمنٹ میں یہ قانون بھی زیر بحث آجائے...... ابھی گزشتہ دنوں پاکستان ہی کے ایک بڑے مفکر کا مضمون اخبار میں شائع ہوا تھا کہ شریعت کو پارلیمنٹ سے بالاتر قرار دینا قوم کے نمائندوں کی توہین ہے، کیونکہ قوم نے اپنے منتخب نمائندوں کو قانون سازی کا مکمل اختیار دیا ہے۔ ان صاحب کا یہ عندیہ جمہوریت کی صحیح تفسیر ہے، جس کی رو سے قوم کے منتخب نمائندے شریعت الٰہی سے بھی بالاتر قرار دیئے گئے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ پاکستان میں ”شریعت بل“ کئی سال سے قوم کے منتخب نمائندوں کا منہ تک رہا ہے لیکن آج تک اسے شرف پذیرائی حاصل نہیں ہوسکا۔ اس کے بعد کون کہہ سکتا ہے کہ اسلام مغربی جمہوریت کا قائل ہے۔

۵......تمام دنیا کے عقلاً کا قاعدہ ہے کسی اہم معاملہ میں اس کے ماہرین سے مشورہ لیا جاتا ہے، اسی قاعدے کے مطابق اسلام نے انتخاب خلیفہ کی ذمہ داری اہل حل و عقد پر ڈالی ہے جو رموز مملکت کو سمجھتے ہیں اور یہ جانتے ہیں کہ اس کے لئے موزوں ترین شخصیت کون ہو سکتی ہے؟ جیسا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا تھا: ''خلیفہ کے انتخاب کا حق صرف مہاجرین و انصار کو حاصل ہے۔''

لیکن بت کدہ جمہوریت کے برہمنوں کا فتویٰ یہ ہے کہ حکومت کے انتخاب کا حق ماہرین کو نہیں، بلکہ عوام کو ہے۔ دنیا کا کوئی کام اور کوئی منصوبہ ایسا نہیں جس میں ماہرین کے بجائے عوام سے مشورہ لیا جاتا ہو، کسی معمولی سے معمولی ادارے کو چلانے کے لئے بھی اس کے ماہرین سے مشورہ طلب کیا جاتا ہے۔ لیکن یہ کیسی ستم ظریفی ہے کہ حکومت کا ادارہ (جو تمام اداروں کی ماں ہے اور مملکت کے تمام وسائل جس کے قبضہ میں ہیں اس کو) چلانے کے لئے ماہرین سے نہیں بلکہ عوام کی رائے لی جاتی ہے۔ حالانکہ عوام کی ننانوے فیصد اکثریت یہی نہیں جانتی کہ حکومت کیسے چلائی جاتی ہے؟ اس کی پالیسیاں کیسے مرتب کی جاتی ہیں؟ اور حکمرانی کے اصول و آداب اور نشیب و فراز کیا کیا ہیں؟ ایک حکیم و دانا کی رائے کو ایک گھسیارے کی رائے کے ہم وزن شمار کرنا اور ایک کندۂ ناتراش کی رائے کو ایک عالی دماغ مدبر کی رائے کے برابر قرار دینا، یہ وہ تماشا ہے جو دنیا کو پہلی بار جمہوریت کے نام سے دکھایا گیا ہے۔

درحقیقت ''عوام کی حکومت'' عوام کے لئے اور عوام کے مشورے سے کے الفاظ محض عوام کو الو بنانے کے لئے وضع کئے گئے ہیں ورنہ واقعہ یہ ہے کہ جمہوریت میں نہ تو عوام کی رائے کا احترام کیا جاتا ہے اور نہ عوام کی اکثریت کے نمائندے حکومت کرتے ہیں۔ کیونکہ جمہوریت میں اس پر کوئی پابندی عائد نہیں کی جاتی کہ عوام کی حمایت حاصل کرنے کے لئے کون کون سے نعرے لگائے جائیں گے؟ اور کن کن ذرائع کو استعمال کیا جائے گا؟ عوام کی ترغیب و تحریص کے لئے جو ہتھکنڈے بھی استعمال کئے جائیں ان کو گمراہ کرنے کے لئے جو سبز باغ بھی دکھائے جائیں اور انہیں فریفتہ کرنے کے لئے جو ذرائع بھی استعمال کئے جائیں وہ جمہوریت میں سب روا ہیں۔

اب ایک شخص خواہ کیسے ہی ذرائع اختیار کرے اپنے حریفوں کے مقابلے میں زیادہ ووٹ حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائے وہ عوام کا نمائندہ شمار کیا جاتا ہے، حالانکہ عوام بھی جانتے ہیں کہ اس شخص نے عوام کی پسندیدگی کی بنا پر زیادہ ووٹ حاصل نہیں کئے بلکہ روپے پیسے سے ووٹ خریدے ہیں، دھونس اور دھاندلی کے حربے استعمال کئے ہیں اور غلط وعدوں سے عوام کو دھوکا دیا ہے۔ لیکن ان تمام چیزوں کے باوجود یہ شخص نہ روپے پیسے کا نمائندہ کہلاتا ہے، نہ دھونس اور دھاندلی کا منتخب نمائندہ اور نہ جھوٹ، فریب اور دھوکہ دہی کا نمائندہ شمار کیا جاتا ہے۔ چشم بددور! یہ قوم کا نمائندہ کہلاتا ہے۔ انصاف کیجئے کہ ''قوم کا نمائندہ'' اسی قماش کے آدمی کو کہا جاتا ہے؟ اور کیا ایسے شخص کو ملک وقوم سے کوئی ہمدردی ہو سکتی ہے؟

عوامی نمائندگی کا مفہوم تو یہ ہونا چاہئے کہ عوام کسی شخصیت کو ملک وقوم کے لئے مفید ترین سمجھ کر اسے بالکل آزادانہ طور پر منتخب کریں، نہ اس امیدوار کی طرف سے کسی قسم کی تحریص و ترغیب ہو، نہ کوئی دباؤ ہو، نہ برادری اور قوم کا واسطہ ہو، روپے پیسے کا کھیل ہو۔ الغرض اس شخصیت کی طرف سے اپنی نمائش کا کوئی سامان نہ ہو، اور عوام کو بیوقوف بنانے کا اس کے پاس کوئی حربہ نہ ہو قوم نے اس کو صرف اور صرف اس بنا پر منتخب کیا ہو کہ یہ اپنے علاقے کا لائق ترین آدمی ہے اگر ایسا انتخاب ہوا کرتا تو بلاشبہ یہ عوامی انتخاب اور اس شخص کو قوم کا منتخب نمائندہ کہنا صحیح ہوتا۔ لیکن عملاً جو جمہوریت ہمارے یہاں رائج ہے یہ عوام کے نام پر عوام کو دھوکا دینے کا ایک کھیل ہے اور بس۔

کہا جاتا ہے کہ جمہوریت میں عوام کی اکثریت کو اپنے نمائندوں کے ذریعہ حکومت کرنے کا حق دیا جاتا ہے، یہ بھی محض ایک پرفریب نعرہ ہے، ورنہ عملی طور پر یہ ہو رہا ہے کہ جمہوریت کے غلط فارمولے کے ذریعہ ایک محدود سی اقلیت، اکثریت کی گردنوں پر مسلط ہو جاتی ہے! مثلاً فرض کر لیجئے کہ ایک حلقہ انتخاب میں ووٹوں کی کل تعداد پونے دو لاکھ ہے، پندرہ امیدوار ہیں، ان میں سے ایک شخص تیس ہزار ووٹ حاصل کر لیتا ہے جن کا تناسب دوسرے امیدواروں کو حاصل ہونے والے ووٹوں سے زیادہ ہے حالانکہ اس نے صرف سولہ فیصد حاصل کئے ہیں، اس طرح سولہ فیصد کے نمائندے کو ۸۴ فیصد پر حکومت کا حق حاصل ہوا، فرمائیے یہ جمہوریت کے نام پر ایک محدود اقلیت کو غالب اکثریت کی گردنوں پر مسلط کرنے کی سازش نہیں تو اور کیا ہے؟ چنانچہ اس وقت مرکز میں جو حکومت کوس لمن الملک بجا رہی ہے اس کو ملک کی مجموعی آبادی کے تناسب سے ۳۳ فیصد کی حمایت بھی حاصل نہیں، لیکن جمہوریت کے تماشے سے نہ صرف وہ جمہوریت کی پاسبان کہلاتی ہے بلکہ اس نے ایک ہی شخصیت کو ملک کی سیاہ و سفید کا مالک بنا رکھا ہے۔

الغرض جمہوریت کے عنوان سے ''عوام کی حکومت، عوام کے لئے'' کا دعویٰ محض ایک فریب ہے اور اسلام کے ساتھ اس کی پیوندکاری فریب در فریب ہے۔ اسلام کا جدید جمہوریت سے کوئی تعلق نہیں، نہ جمہوریت کو اسلام سے کوئی واسطہ ہے۔

☆☆..................☆☆

میں آخری نبی اور تم آخری اُمّت ہو

مولانا اللہ وسایا

# ختم نبوت کا مفہوم

سوال:۱...... ختم نبوت کا معنی اور مطلب اور اس کی اہمیت، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اطہر کے ساتھ اس منصب کی خصوصیات کو واضح طور پر بیان کریں؟

جواب:......

## ختم نبوت کا معنی اور مطلب:

اللہ رب العزت نے نبوت کی ابتدا سیدنا آدم علیہ السلام سے فرمائی اور اس کی انتہا محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس پر فرمائی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت ختم ہوگئی۔ آپ آخرالانبیاء ہیں، آپ کے بعد کسی کو نبی نہ بنایا جائے گا۔ اس عقیدہ کو شریعت کی اصطلاح میں عقیدۂ ختم نبوت کہا جاتا ہے۔

## عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت:

ختم نبوت کا عقیدہ ان اجماعی عقائد میں سے ہے، جو اسلام کے اصول اور ضروریات دین میں شمار کئے گئے ہیں، اور عہد نبوت سے لے کر اس وقت تک ہر مسلمان کا اس پر ایمان رکھتا آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بلا کسی تاویل اور تخصیص کے خاتم النبیین ہیں۔

الف:...... قرآن مجید کی ایک سو آیات کریمہ

ب:...... رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث متواترہ (دوسو دس احادیث مبارکہ) سے یہ مسئلہ ثابت ہے۔

ج:...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کا سب سے پہلا اجماع اسی مسئلہ پر منعقد ہوا، چنانچہ امام العصر حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کشمیریؒ اپنی آخری کتاب ''خاتم النبیین'' میں تحریر فرماتے ہیں:

''و اول اجماعے کہ دریں امت منعقد شدہ اجماع بر قتل مسیلمہ کذاب بودہ کہ بسبب دعویٰ نبوت بود، شنائع دگروے صحابہؓ را بعد قتل وے معلوم شدہ، چنانکہ ابن خلدون آوردہ پس اجماع بلافصل قرناً بعد قرن بر کفر وارتداد وقتل مدعی نبوت ماندہ و ہیچ تفصیلے از بحث نبوت تشریعیہ وغیر تشریعیہ نبودہ۔''

ترجمہ: ''اور سب سے پہلا اجماع جو اس امت میں منعقد ہوا وہ مسیلمہ کذاب کے قتل پر اجماع تھا، جس کا سبب صرف اس کا دعویٰ نبوت تھا، اس کی دیگر گھناؤنی حرکات کا علم صحابہ کرامؓ کو اس کے قتل کے بعد ہوا تھا، جیسا کہ ابن خلدونؒ نے نقل کیا ہے، اس کے بعد قرناً بعد قرن مدعی نبوت کے کفر وارتداد پر ہمیشہ اجماع بلافصل رہا ہے، اور نبوت تشریعیہ یا غیر تشریعیہ کی کوئی تفصیل کبھی زیر بحث نہیں آئی۔''

(خاتم النبیین ص:۶۷، ترجمہ ص:۱۹۷)

مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ نے اپنی تصنیف ''مسک الختام فی ختم نبوت سید الانامؐ'' میں تحریر فرمایا ہے کہ:

''امت محمدیہ میں سب سے پہلا اجماع جو ہوا، وہ اسی مسئلہ پر ہوا کہ مدعی نبوت کو قتل کیا جائے۔''

(احتساب قادیانیت ج:۲، ص:۱۰)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ حیات میں اسلام کے تحفظ و دفاع کے لئے جتنی جنگیں لڑی گئیں، ان میں شہید ہونے والے صحابہ کرامؓ کی کل تعداد ۲۵۹ ہے۔ (رحمۃ للعالمین ج:۲، ص:۲۱۳ قاضی سلمان منصور پوریؒ) اور عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ و دفاع کے لئے اسلام کی تاریخ میں پہلی جنگ جو سیدنا صدیق اکبرؓ کے عہد خلافت میں مسیلمہ کذاب کے خلاف یمامہ کے میدان میں لڑی گئی، اس ایک جنگ میں شہید ہونے والے صحابہؓ اور تابعینؒ کی تعداد بارہ سو ہے۔ (ختم نبوت کامل ص:۳۰۴، حصہ سوم از مفتی محمد شفیعؒ)

رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کی کمائی اور گراں قدر اثاثہ حضرات صحابہ کرامؓ ہیں، جن کی بڑی تعداد اس عقیدہ کے تحفظ کے لئے جام شہادت نوش کرگئی۔ اس سے ختم نبوت کے عقیدہ کی عظمت کا اندازہ ہوسکتا ہے۔ انہی حضرات صحابہ کرامؓ میں سے ایک صحابی حضرت حبیب بن زید انصاری خزرجیؓ کی شہادت کا واقعہ ملاحظہ ہو:

''حبیب بن زید ...... الانصاری الخزرجی ...... ھوالذی ارسلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی مسیلمۃ الکذاب الحنفی صاحب الیمامۃ فکان مسیلمۃ اذا قال لہ اتشھد ان محمدا رسول اللہ قال نعم واذا قال اتشھد

انی رسول اللّٰہ قال انا اصم لا اسمع فقطعہ ذلک مرارا فقطعہ مسیلمۃ عضوا عضوا فات شہیدا۔“

(اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ ج:۱ص:۳۷۰)

ترجمہ: ”حضرت حبیب بن زید انصاریؓ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یمامہ کے قبیلہ بنوحنیفہ کے مسیلمہ کذاب کی طرف بھیجا، مسیلمہ کذاب نے حضرت حبیبؓ کو کہا کہ کیا تم گواہی دیتے ہو کہ محمد اللہ کے رسول ہیں؟ حضرت حبیبؓ نے فرمایا ہاں، مسیلمہ نے کہا کہ کیا تم اس بات کی گواہی دیتے ہو کہ میں (مسیلمہ) بھی اللہ کا رسول ہوں؟ حضرت حبیبؓ نے جواب میں فرمایا کہ میں بہرا ہوں تیری یہ بات نہیں سن سکتا، مسیلمہ بار بار سوال کرتا رہا، وہ یہی جواب دیتے رہے اور مسیلمہ ان کا ایک ایک عضو کاٹتا رہا حتی کہ حبیبؓ بن زید کی جان کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے ان کو شہید کر دیا گیا۔“

اس سے اندازہ ہوسکتا ہے کہ حضرات صحابہ کرامؓ مسئلہ ختم نبوت کی عظمت واہمیت سے کس طرح والہانہ تعلق رکھتے تھے، اب حضرات تابعینؒ میں سے ایک تابعیؒ کا واقعہ بھی ملاحظہ ہو: ”حضرت ابو مسلم خولانیؒ جن کا نام عبداللہ بن ثوبؒ ہے اور یہ امت محمدیہ (علی صاحبہا السلام) کے وہ جلیل القدر بزرگ ہیں جن کے لئے اللہ تعالیٰ نے آگ کو اسی طرح بے اثر فرمادیا جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے آتش نمرود کو گلزار بنادیا تھا۔ یہ یمن میں پیدا ہوئے تھے اور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک ہی میں اسلام لا چکے تھے لیکن سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضری کا موقع نہیں ملا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کے آخری دور میں یمن میں نبوت کا جھوٹا دعویدار اسود عنسی پیدا ہوا۔ جو لوگوں کو اپنی جھوٹی نبوت پر ایمان لانے کے لئے مجبور کیا کرتا تھا۔ اسی دوران اس نے حضرت ابو مسلم خولانیؒ کو پیغام بھیج کر اپنے پاس بلایا اور اپنی نبوت پر ایمان لانے کی دعوت دی، حضرت ابو مسلمؒ نے انکار کیا پھر اس نے پوچھا کہ کیا تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر ایمان رکھتے ہو؟ حضرت ابو مسلم نے فرمایا ہاں، اس پر اسود عنسی نے ایک خوفناک آگ دہکائی اور حضرت ابو مسلمؒ کو اس آگ میں ڈال دیا، لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے آگ کو بے اثر فرمادیا، اور وہ اس سے صحیح سلامت نکل آئے۔ یہ واقعہ اتنا عجیب تھا کہ اسود عنسی اور اس کے رفقاء پر ہیبت سی طاری ہوگئی اور اسود کے ساتھیوں نے اسے مشورہ دیا کہ ان کو جلاوطن کردو، ورنہ خطرہ ہے کہ ان کی وجہ سے تمہارے پیروؤں کے ایمان میں تزلزل نہ آجائے، چنانچہ انہیں یمن سے جلاوطن کردیا گیا۔ یمن سے نکل کر ایک ہی جائے پناہ تھی، یعنی مدینہ منورہ، چنانچہ یہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے چلے، لیکن جب مدینہ منورہ پہنچے تو معلوم ہوا کہ آفتاب رسالت رُوپوش ہوچکا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وصال فرما چکے تھے، اور حضرت صدیق اکبرؓ خلیفہ بن چکے تھے، انہوں نے اپنی اونٹنی مسجد نبویؐ کے دروازے کے پاس بٹھائی اور اندر آکر ایک ستون کے پیچھے نماز پڑھنی شروع کردی۔ وہاں حضرت عمرؓ موجود تھے۔ انہوں نے ایک اجنبی مسافر کو نماز پڑھتے دیکھا تو ان کے پاس آئے اور جب وہ نماز سے فارغ ہوگئے تو ان سے پوچھا: آپ کہاں سے آئے ہیں؟ یمن سے! حضرت ابو مسلمؒ نے جواب دیا۔ حضرت عمرؓ نے فوراً پوچھا: اللہ کے دشمن (اسود عنسی) نے ہمارے ایک دوست کو آگ میں ڈال دیا تھا، اور آگ نے ان پر کوئی اثر نہیں کیا تھا، بعد میں ان صاحب کے ساتھ اسود نے کیا معاملہ کیا؟ حضرت ابو مسلمؒ نے فرمایا: ان کا نام عبداللہ بن ثوب ہے۔ اتنی دیر میں حضرت عمرؓ کی فراست اپنا کام کرچکی تھی، انہوں نے فوراً فرمایا: میں آپ کو قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا آپ ہی وہ صاحب ہیں؟ حضرت ابو مسلم خولانیؒ نے جواب دیا: ”جی ہاں!“ حضرت عمرؓ نے یہ سن کر فرط مسرت ومحبت سے ان کی پیشانی کو بوسہ دیا، اور انہیں لے کر حضرت صدیق اکبرؓ کی خدمت میں پہنچے، انہیں صدیق اکبرؓ کے اور اپنے درمیان بٹھایا اور فرمایا: اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے مجھے موت سے پہلے امت محمدیہ کے اس شخص کی زیارت کرادی جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام جیسا معاملہ فرمایا تھا۔“

(حلیۃ الاولیا ص:۱۲۹، ج:۲، تہذیب، تاریخ ابن عساکر ص:۳۱۵، ج:۷، جہاں دیدہ وترجمان السنۃ)

## منصب ختم نبوت کی خصوصیات:

قرآن مجید میں ذات باری تعالیٰ کے متعلق ”رب العالمین“ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کے لئے ”رحمۃ للعالمین“ اور بیت اللہ شریف کے لئے ”ھدی للعالمین“ فرمایا گیا ہے، اس سے جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت ورسالت کی آفاقیت وعالمگیریت ثابت ہوتی ہے، وہاں آپؐ کے وصف ختم نبوت کا اختصاص بھی آپ کی ذات اقدس کے لئے ثابت ہوتا ہے، اس لئے کہ پہلے تمام انبیا علیہم السلام اپنے علاقہ، مخصوص قوم اور مخصوص وقت کے لئے تشریف لائے، جب آپؐ تشریف لائے تو حق تعالیٰ نے کل کائنات کو آپ کی نبوت ورسالت کے لئے ایک اکائی (ون یونٹ) بنادیا۔

جس طرح کل کائنات کے لئے اللہ تعالیٰ ”رب“ ہیں، اسی طرح کل کائنات کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ”نبی“ ہیں۔ یہ صرف اور

تحریر: حضرت مولانا عاشق الٰہی میرٹھی

قسط:۲

# قادیانیوں کی حقیقت

اب مرزا قادیانی کے احوال پر نظر کرو

خواجہ کمال الدین مرزائی کا بیان کشف الاختلاف مصنفہ سرور شاہ قادیانی میں اس طرح سے موجود ہے:

"پہلے ہم اپنی عورتوں کو یہ کہہ کر انبیا اور صحابہ والی زندگی اختیار کرنی چاہئے کہ وہ کم اور خشک کھاتے اور خشن پہنتے تھے اور باقی بچا کر اللہ کی راہ میں دیا کرتے تھے، اس طرح ہم کو بھی کرنا چاہئے۔ غرض ایسے وعظ کر کے کچھ روپیہ بچایا کرتے تھے اور پھر وہ قادیان بھیجتے تھے لیکن جب ہماری بیبیاں خود قادیاں گئیں وہاں پر رہ کر اچھی طرح وہاں کا حال معلوم کیا تو واپس آ کر ہمارے سر پر چڑھ گئیں کہ تم جھوٹے ہو ہم نے قادیان میں جا کر خود انبیا اور صحابہ کی زندگی کو دیکھ لیا ہے جس قدر آرام کی زندگی اور تعیش وہاں پر عورتوں کو حاصل ہے اس کا عشر عشیر بھی باہر نہیں۔ حالانکہ ہمارا روپیہ اپنا کمایا ہوا ہے اور ان کے پاس جو روپیہ جاتا ہے وہ قومی اغراض کے لئے قومی روپیہ ہوتا ہے۔" (کشف الاختلاف ص ۱۳)

وہ دوسروں کو مال دینے کے لئے کیا بلاتا خود قادیانیوں میں جو حسد وبغض تھا اور حکیم نور الدین اور اس کے خاندان اور دوسرے افراد کے ساتھ جو معاملات خلافت کی رسہ کشی وغیرہ کے سلسلہ میں پیش آئے ان سے صاف ظاہر ہے کہ مرزا اپنے لوگوں تک میں ہی الفت قائم نہ کر سکا پھر حدیث کی پیشگوئی کا مصداق مرزا کیسے ہوسکتا ہے۔ اہل بصیرت آنکھیں کھولیں۔

قادیانیوں کی تلبیسات بہت سی ہیں، ان میں سے ایک بہت بڑی تلبیس یہ ہے کہ اللہ جل شانہ نے سورۂ صف میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں جو فرمایا ہے اس کا مصداق اپنے مرزا کو بتاتے ہیں اور جو لوگ قرآن و حدیث کا علم نہیں رکھتے (چاہے انہوں نے دوسرے علوم کی کتنی ڈگریاں حاصل کرلی ہوں) ان کو یہ سمجھا دیتے ہیں کہ دیکھو قرآن میں مرزا کی نبوت کی خوشخبری دی گئی ہے۔

اس میں کئی طرح تلبیس اور دجل وفریب ہے اول تو یہ کہ قرآن مجید میں احمد کی رسالت کی خوشخبری دی گئی ہے، غلام احمد کو اس کا مصداق بتانا صریح دھوکہ اور فریب ہے۔ مرزا قادیانی کا نام ماں باپ کا رکھا ہوا شروع ہی سے غلام احمد تھا اور موت آنے تک اس کا یہی نام رہا، پھر اس کے نام سے لفظ غلام کو ہٹا کر اس کو احمد مرسل کا مصداق بتانا واضح تلبیس وتزویر ہے۔

دوم یہ کہ قرآن مجید میں الفاظ مذکورہ بالا کے ساتھ یعنی جب احمد نامی شخصیت کی لوگوں کے سامنے آمد ہوئی جس کی بشارت حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دی تھی اور انہوں نے کھلے کھلے دلائل اپنی رسالت کے ثبوت میں پیش کئے تو اس وقت کے اولین مخاطبین نے یہ کہا کہ یہ کھلا جادو ہے، اس میں قادیانیوں کے دعوے کی دو طرح سے واضح تردید ہے کیونکہ قرآن مجید کے بیان کے مطابق جب سورۂ صف کی آیت نازل ہوئی تھی، اس سے پہلے احمد مرسل صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ہو چکی تھی اور مخالفین ان کو جادوگر کہہ چکے تھے جاء ماضی کا صیغہ ہے وہ یہ بتا رہا ہے کہ جس احمد رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بشارت دی تھی وہ بوقت نزول قرآن شریف لا چکے ہیں، لہٰذا آیت مذکورہ کے نازل ہونے کے بعد کسی نئی شخصیت کے پیغمبر ہونے کا سوال ہی باقی نہیں رہتا، پھر آیت کریمہ میں یہ بھی فرمایا ہے کہ احمد رسول صلی اللہ علیہ وسلم جن کی آمد کی خوشخبری حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دی تھی وہ کھلے کھلے دلائل اور معجزات لے کر آئے ہیں اور دنیا جانتی ہے کہ مرزا قادیانی نے جھوٹے دعوؤں اور تلبیس وتزویر اور تحریف کے علاوہ کوئی کام نہیں کیا۔ لہٰذا اس کو آیت کا مصداق وہی شخص قرار دے سکتا ہے جس کی عقل اور ایمان سلب ہو چکے ہوں۔

تیسری جو آیت شریفہ میں مذکور ہے جس سے قادیانیوں کے دعوے کی کھلی تردید ہو رہی ہے وہ یہ ہے کہ جب احمد مرسل صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو ان کے مخاطبین نے ان کے لائے ہوئے معجزات کو کھلا ہوا جادو بتایا اور تمام انبیا کرام علیہم السلام کے مخاطبین نے یہی وطیرہ اختیار کیا تھا کہ ان کے معجزات کو جادو بتا کر ان کی نبوت کے ماننے سے انحراف کیا۔

سورۂ ذاریات میں فرمایا:

ترجمہ: "اسی طرح جو لوگ ان سے پہلے ہو گزرے ہیں، ان کے پاس کوئی پیغمبر ایسا نہیں آیا جس کو انہوں نے ساحر یا مجنون نہ کہا ہو۔"

دنیا جانتی ہے کہ مرزا قادیانی کو اس کے مخالفین نے جھوٹا بھی کہا، مکار اور فریبی بھی بتایا، اس کے

امراض کا بھی پتہ چلایا اس کے شخصی احوال سے بھی بحث کی لیکن اسے ساحر یعنی جادوگر نہیں کہا اور نہ اس کے کہنے کا کوئی موقعہ تھا، کیونکہ مرزا قادیانی سے خارق العادۃ (عام عادتوں کے خلاف) کوئی چیز ظاہر ہی نہیں ہوئی۔ جس کی وجہ سے اسے جادوگر کہا جاتا۔

حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کے پیش کردہ معجزات کا مقابلہ کرنے سے ان کی قوم کے لوگ عاجز تھے، اس لئے انہوں نے ان کے معجزات کو جادو سے تعبیر کیا اگر مرزا قادیانی سے بالفرض حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرح کسی ایسی چیز کا صدور ہوا ہوتا جس سے لوگ عاجز ہیں مثلاً برص والوں کے جسم پر ہاتھ پھیر دینے سے برص کے مریض ٹھیک ہو گئے ہوتے۔ مرزا قادیانی کے ہاتھ پھیرنے سے تو کسی کو کیا شفا ہوتی خود اس کا اپنا یہ حال تھا۔ دایاں ہاتھ ٹوٹ گیا اور آخر عمر تک شل رہا کہ اس ہاتھ سے پانی تک اٹھا کر نہ پیا جا سکتا، دانت خراب اور ان میں کیڑا لگا ہوا، آنکھیں اس قدر خراب کہ کھولنے میں تکلیف ہو، دوران سر کی اس قدر تکلیف کہ موت سے تین برس پہلے تک اور اس سے پہلے بھی متعدد سال رمضان کے روزے نہ رکھے اور کبھی اس قدر غشی پڑ جاتی کہ چیخیں نکل جاتیں اور دورے اس قدر سخت پڑتے کہ ٹانگوں کو باندھ دیا جاتا، اور اس کے علاوہ ذیابیطس اور تشنج قلب اور دق کی بیماری اور حالت مردی کالعدم اور دل و دماغ اور جسم نہایت کمزور اور پھر ان سب پر مستزاد مالیخولیا اور مراق کا موذی مرض اور ہسٹریا بھی تھا۔ (تفصیل کے لئے سیرۃ المہدی، سوانح مرزا مصنفہ مرزا بشیر احمد فرزند مرزا قادیان اور نزول المسیح مصنفہ مرزا قادیانی کا مطالعہ کریں) مرزا کے امراض میں مراق بھی تھا۔ مرزا کے متبعین پر تعجب ہے کہ مراقی شخص کو نبی ماننے کو تیار ہو گئے۔ (العیاذ باللہ) یا اندھے بینا ہو گئے ہوتے یا ایسی کسی چیز کا صدور ہوا ہوتا جو فخر کائنات حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے بطور معجزہ صادر ہوئیں (مثلاً کنکریوں نے تسبیح پڑھی، انگلیوں سے پانی جاری ہوا، بیل نے بات کی، چاند کے دو ٹکڑے ہوئے) تو مرزا قادیانی کو لوگ جادوگر کہتے۔ اس کے یہاں تو جھوٹی نبوت کے ثابت کرنے کے لئے جھوٹی پیشگوئیوں کے علاوہ کچھ بھی نہ تھا۔

سورۂ صف کی آیت شریفہ میں جو فرمایا ہے اس کا مصداق حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی ہے آپ کا اسم گرامی محمد بھی تھا اور احمد بھی تھا اس کے علاوہ اور بھی آپ کے بہت سے نام ہیں، جو حدیث اور سیرت کی کتابوں میں مروی ہیں۔

پہلی حدیث: حضرت امام بخاریؒ نے اولاً تو اپنی کتاب میں ماجاء فی اسماء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عنوان سے باب قائم کیا ہے پھر قرآن مجید سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں نام ثابت کئے ہیں اور آیت: "ماکان محمد ابا احد من رجالکم" اور دوسری آیت: "محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار" اور تیسری آیت "مبشرا برسول یأتی من بعدی اسمہ احمد" نقل کی ہے، اس کے بعد حدیث ذیل لکھی ہے:

"حضرت جبیر بن مطعمؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں احمد ہوں اور میں ماحی (مٹانے والا ہوں)۔ اللہ تعالیٰ میرے ذریعہ کفر کو مٹائے گا اور میں حاشر (جمع کرنے والا ہوں)۔" (صحیح بخاری ص۷۲۷ ج۲)

صحیح مسلم میں بھی یہ حدیث مروی ہے وہاں عاقب کے معنی یہ بتائے ہیں کہ الذی لیس بعدہ نبی (صحیح مسلم ص۲۶۱ ج۲) یعنی عاقب وہ ہے جس کے بعد کوئی نبی نہیں اور سنن ترمذی (ابواب الادب) میں بھی یہ حدیث ہے۔ اس کے اخیر میں یہ الفاظ ہیں: "وانا العاقب الذی لیس بعدہ نبی"

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے سامنے اپنے چند نام ذکر فرمایا کرتے تھے۔ آپؐ نے فرمایا کہ میں محمد ہوں اور احمد ہوں اور مقفی ہوں اور حاشر ہوں اور نبی التوبہ ہوں اور نبی الرحمہ ہوں۔

ان حدیثوں میں آنحضرت سرور عالم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے چند اسماء گرامی مذکور ہیں۔ ان میں محمد بھی ہے اور احمد بھی ہے اور دیگر اسماء بھی ہیں۔ حدیث دوم میں ایک نام مقفی بھی ہے اس کا حاصل بھی وہ ہے جو عاقب کا معنی ہے یعنی جو آخری نبی بن کر آیا اور اس کے بعد کوئی نبی نہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ جو فرمایا کہ میں حاشر ہوں جس کے قدموں پر لوگ قیامت کے دن جمع کئے جائیں گے اس کا معنی یہ ہے کہ قیامت کے دن سب سے پہلے آپ کی قبر شق ہوگی اور آپ سب سے پہلے قبر سے باہر آئیں گے، آپ کے بعد باقی انسان قبروں سے نکلیں گے۔ (مشکوٰۃ المصابیح ص۵۰۵ وفی المشکوٰۃ ۵۱۱ من حدیث ابی ہریرۃ مرفوعا انا سید ولد آدم یوم القیمۃ و انا اول من ینشق عنہ القبر (رواہ المسلم)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ میں ماحی ہوں جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کفر کو

مٹائے گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے دنیا میں سے اندھیرا چھٹ گیا اور لاتعداد انسان آپ کی دعوت پر اور آپ کے خلفاء (امراء، علماء، مبلغین مجاہدین) کی دعوت پر بے شمار انسان کفر چھوڑ کر دائرہ اسلام میں داخل ہوئے مرزا قادیانی سے یہ تو نہ ہوا کہ کافروں کو اسلام میں داخل کرنے کی کوشش کرتا، بلکہ اس نے بہت سے اہل اسلام کے دین پر ڈاکہ ڈالا اور ان کے ایمان کا ناس کیا خود بھی کافر ہوا اور بہت سے مسلمانوں کو کافر بنایا۔ کافر انگریز کی وفاداری کی ہندوستان میں اس کے قدم جمنے کی کوشش کی جہاد کو منسوخ قرار دیا تاکہ کفر پھیلے اس کی خدمات کافروں کے حق میں رہیں وہ کفر کا ماحی مٹانے والا نہ ہوا بلکہ کفر کا حامی رہا۔ اس کے دین کا سب سے بڑا رکن انگریز کی خدمت اور اس کی وفاداری ہے۔

مرزا قادیانی کے متبعین اپنے کو احمدی کہتے ہیں اور بے علم لوگوں کو کچھ اس طرح سے باور کراتے ہیں کہ ہم احمد بن عبداللہ العربی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے منسوب ہیں اور حقیقت میں ان کی یہ نسبت ان کے نزدیک مرزا غلام احمد قادیانی کی طرف ہے، جس کا اظہار وہ اس وقت کرتے ہیں جبکہ انسان ان کے دام تلبیس میں پھنس جاتا ہے۔ قادیانی اپنے کو جس جھوٹے نبی کی امت قرار دیتے ہیں وہ مرزا غلام احمد قادیانی تھا، لہذا یہ لوگ غلامی یا مرزائی یا قادیانی کے لقب سے مشہور کئے جانے کے قابل ہیں۔ مسلمان، قادیانیوں کو احمدی کہنے سے پرہیز کریں، قادیانیوں نے تو اپنے جھوٹے نبی سے جھوٹ اور مکروفریب اور دجل سیکھا ہے۔ سادہ لوح مسلمانوں سے تعجب ہے کہ وہ جب مرزا قادیانی کے ماننے والوں کا تذکرہ کرتے ہیں تو ان کو احمدی کہتے ہیں۔ قادیانیوں کو احمدی کہنے والے کے دل میں اگرچہ یہ نہ ہو کہ مرزا قادیانی کے ماننے والے مسلمان ہیں اور احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے نسبت رکھتے ہیں لیکن ایسا کہنے سے غیر شعوری طور پر مرزائیوں کی ایک طرح سے تائید ہوتی ہے، اس لئے سب مسلمانوں پر لازم ہے کہ مرزا کے ماننے والوں کو مرزائی یا قادیانی یا غلامی کہیں۔ لفظ احمدی ان کے لئے استعمال کرنے سے مکمل طور پر سختی سے پرہیز کریں۔

جیسا کہ ہم نے عرض کیا مرزا غلام احمد اپنی جھوٹی نبوت کے لئے پیشگوئیوں کا سہارا لیتا تھا اور یہ پیشگوئیاں ہی اس کے خیال میں اس کے حق ہونے کا سب سے بڑا معجزہ تھیں، اب ہم اس کی بعض پیشگوئیاں ذکر کرتے ہیں جن کا جھوٹ ہونا دشمن اور دوست سب پر عیاں اور واضح ہو چکا ہے، اس کی کوئی بھی پیشگوئی صحیح اور سچی ثابت نہیں ہوئی لیکن ہم یہاں اس کی ایسی بعض پیشگوئیوں کا تذکرہ کرتے ہیں جن کو اس نے اپنی حقانیت کا معیار بنایا تھا۔

مرزا غلام احمد قادیانی کی ایک پیشگوئی یہ تھی کہ محمدی بیگم سے میرا نکاح ہوگا۔ اس نے کہا تھا کہ:

"اللہ تعالیٰ سارے موانع کو دور فرمادے گا، اور یہ لڑکی اس عاجز کے نکاح میں آئے گی۔" بلکہ مرزا قادیانی نے یہ بھی کہا کہ: "اس لڑکی کے نکاح کی خبر کو میں اپنے سچا یا جھوٹا ہونے کا معیار سمجھتا ہوں۔" اور یہ بھی کہا کہ: "مجھے اللہ تعالیٰ نے اسی طرح بتایا ہے۔"

(انجام آتھم ص:۲۲۳)

مرزا قادیانی کی دوسری پیشگوئیوں کی طرح یہ پیشگوئی جھوٹی ثابت ہوئی اور محمدی بیگم کا نکاح سلطان محمد نامی شخص کے ساتھ ہوگیا، اس پر مرزا نے اپنا جھوٹا الہام اس طرح سے شائع کیا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے فرمایا ہے کہ:

"میں اس عورت کو اس کے نکاح کے بعد جود تجھ پر واپس کروں گا اور یہ لڑکی میں تجھے دے چکا ہوں اور میری تقدیر بدلتی نہیں ہے۔"

(مجموعہ اشتہارات طبع ربوہ ۲ ص ۱۹،)

ایک مرتبہ مرزا قادیانی نے خوب عاجزی کے ساتھ اللہ پاک کے حضور میں دعا کی اور یوں عرض کیا کہ اے اللہ احمد بیگ کی بڑی بیٹی (محمدی بیگم) کا بالآخر میرے نکاح میں آنا آپ کی طرف سے اس کی خبر دی گئی، لہذا آپ اس کو ظاہر فرمائیں تاکہ تیری مخلوق پر حجت قائم ہوجائے اور اگر یہ خبریں تیری طرف سے نہیں ہیں تو اے اللہ مجھے ذلت اور محرومی کے ساتھ ہلاک فرما۔ (حوالہ سابقہ)

اس دعا اور الحاح وزاری کا نتیجہ یہ ہوا کہ محمدی بیگم برابر اپنے شوہر کے گھر میں آباد رہی اور مرزا غلام احمد قادیانی کا آخر دم اس سے نکاح نہ ہوا، یہاں تک کہ مرزا ۲۶/مئی ۱۹۰۸ء کو اس دنیا سے رخصت ہوا اور اپنے اصل ٹھکانہ پر پہنچ گیا۔ ہیضہ کے مرض میں اس کی موت ہوئی اور دنیا والوں نے اس کی ذلت اور محرومی دیکھ لی اور جس چیز کو اپنے سچا جھوٹا ہونے کا معیار بنایا تھا وہی چیز اس کے جھوٹا ہونے کی دلیل بن گئی۔

(فاعتبروا یا اولی الابصار)

ایک اور بات بھی قابل ذکر ہے وہ یہ کہ مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ برابر مرزا قادیانی کا تعاقب کرتے رہتے تھے اور مرزا کی تردید میں انہوں نے بہت زیادہ حصہ لیا ہے۔ ایک مرتبہ جب مرزا کو جوش آیا تو اس نے یہ الفاظ شائع کردیئے:

"اگر میں ایسا ہی کذاب اور مفتری ہوں جیسا اور ان کی جہالت پر مبنی ہے کہ آپ اکثر اوقات اپنے پرچہ میں مجھے یاد کرتے رہتے ہیں تو میں آپ کی زندگی ہی میں ہلاک ہوجاؤں گا، کیونکہ میں جانتا ہوں

کہ مفسد اور کذاب کی عمر بہت نہیں ہوتی اور آخر وہ ذلت اور حسرت کے ساتھ اپنے اشد دشمنوں کی زندگی میں ناکام ہلاک ہو جاتا ہے۔''

(اعلان مرزا مندرجہ مجموعہ اشتہارات بنام تبلیغ رسالت)

اس اعلان کے بعد صرف ایک سال اور ایک ماہ بعد مرزا قادیانی ذلت اور حسرت کے ساتھ مولانا ثناء اللہ امرتسری صاحب رحمۃ اللہ علیہ جیسے دشمن کی زندگی میں ہیضہ میں مبتلا ہو کر مر گیا اور ساری دنیا کے سامنے اس کی رسوائی ظاہر ہو گئی۔

مرزا قادیانی کے جھوٹا ہونے پر بہت سے دلائل ہیں جو حضرات علماء کرام نے اپنی تالیفات میں جمع کئے ہیں۔ ہم نے تو صرف دو ایسی چیزوں کا تذکرہ کیا ہے جن کو مرزا نے خود اپنا سچا یا جھوٹا ہونے کا معیار قرار دیا، پھر وہ ذلت اور محرومی کی موت مرا اور اپنے بیان کردہ معیار کے مطابق جھوٹا ثابت ہوا۔

مرزا قادیانی کی ایک اور پیشگوئی کا تذکرہ کر دینا بھی مضمون کے موضوع سے باہر نہ ہوگا اور وہ یہ کہ مرزا نے یہ پیشگوئی کی تھی جب تک طاعون دنیا میں رہے گا گو ستر سال تک رہے قادیان کو اس خوفناک تباہی سے محفوظ رکھے گا۔

(دافع البلاء تالیف مرزا ص ۱۰)

خداوند قدوس نے اس پیشگوئی میں بھی جھوٹے مدعی کا جھوٹا ہونا ثابت فرمادیا۔ ستر برس تو بڑی بات تھی مرزا قادیانی کی زندگی ہی میں قادیان کو طاعون نے اپنی لپیٹ میں لے لیا جب کہ ملک کے دوسرے حصے اس وبا سے محفوظ رہے نہ صرف یہ کہ قصبہ قادیان میں طاعون پھیلا بلکہ مرزا قادیانی کا گھر بھی اس سے نہ بچ سکا۔

بہت سے لوگ جنہیں ایمان کی حقیقت اور اس کے لوازم معلوم نہیں وہ قادیانیوں کو دائرہ اسلام سے خارج نہیں سمجھتے اور کہتے ہیں ہر کلمہ گو مسلمان ہے، حالانکہ کلمہ گو کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے معبود وحدہ لاشریک ہونے کا سچے دل سے یقین کرے اور حضرت محمد مصطفی احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور رسالت کو دل سے تسلیم کرے اور جو کچھ حضرت خاتم النبیین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا ہے اس سب کو تسلیم کرے اور آپ نے جو عقیدے بتائے ہیں ان پر یقین کرے اور ان کو اپنا عقیدہ بنائے اور قرآن مجید کی ہر بات کو لفظی اور معنوی تحریف کے بغیر دل وجان سے مانے جو شخص ان میں سے کسی بھی چیز سے منحرف ہو وہ کافر ہے دائرہ اسلام سے خارج ہے خواہ زبان سے کتنی ہی بار کلمہ پڑھے اور مسلمان ہونے کا اظہار کرے۔

یہ تو سب جانتے ہیں کہ فخر دو عالم محمد مصطفی احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایسے لوگ موجود تھے جو کلمہ پڑھتے تھے پھر بھی کافر تھے جن کو قرآن و حدیث میں منافقین کا لقب دیا گیا ہے۔

سورۂ بقرہ میں ارشاد ہے:

ترجمہ ''بعضے لوگ ایسے ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم اللہ پر ایمان لائے اور آخرت کے دن پر حالانکہ وہ مومن نہیں ہیں۔''

دیکھو اس آیت میں ایمان کا اقرار کرنے والوں کو بھی غیر مومن بتایا ہے، یہ لوگ منافق تھے زبان سے کلمہ اسلام پڑھتے تھے، قرآن نے ان کے بارے میں یہ فرمایا کہ وہ مومن نہیں ہیں، اس سے معلوم ہوا کہ ہر کلمہ گو مومن نہیں ہوتا، بہت سے لوگ فقہاء کی عبارات کا صحیح مفہوم نہ سمجھنے کی وجہ سے یوں کہتے ہیں کہ کلمہ گو سب مسلمان ہیں یا یوں کہتے ہیں کہ اہل قبلہ سب مسلمان ہیں یہ ان لوگوں کی سخت غلطی ہے اور ان کی جہالت پر مبنی ہے۔

(باقی آئندہ)


چاول کی خرید وفروخت ایک بہترین تجارت ہے

دنیا کا اعلیٰ ترین، خوشبودار، خوش ذائقہ چاول پنجاب میں پیدا ہوتا ہے

خالد مبین (بروکر)

ہر قسم کا چاول مثلاً باستی سپر کرنل، باستی (ٹوٹا) 385، سیلہ باستی سپر کرنل، سیلہ باستی 385، ایکسپورٹ کوالٹی کی خرید وفروخت میں آپ کا با اعتماد معاون

C-O حافظ محمد الیاس نسواری بازار راولپنڈی

فون 0333-5126313، رہائش 0571-513003

قسط:1

تحریر: خلیل الرحمٰن نعمانی

# حکمرانی کے زریں اصول...... حضرت علیؓ کا مکتوب گرامی!

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اپنے دور خلافت میں مالک بن اشتر کو مصر کا گورنر بنایا تو انہیں ایک نصیحت بھرا خط لکھا، جس میں اپنے دل کی گہرائیوں سے نکلنے والی صداؤں کو صفحۂ کاغذ پر پھیلا دیا، اس خط میں آپؓ نے جو ہدایات ارشاد فرمائیں وہ آج بھی حکمرانوں کے لئے رہنما اصول ہیں بشرطیکہ کوئی ان سے رہنمائی حاصل کرے

السلام علیکم۔ مالک! تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ میں تمہیں ایسے ملک کا حاکم (گورنر) بنا کر بھیج رہا ہوں جو گزشتہ زمانہ میں ظلم و انصاف کے دونوں مرحلوں سے گزر چکا ہے لوگ تمہارے اعمال کا ایسی ہی گہری اور غائر نظر سے جائزہ لیں گے جیسے تم اپنے پیشروؤں کا جائزہ لیتے رہے ہو۔ وہ اسی طرح تمہارے بارے میں رائے قائم کریں گے جس طرح تم کرتے ہو! سچی بات یہ ہے کہ رعایا اسی سے خوش اور اسی کو اچھا سمجھتی ہے جو نیک کام کرتا ہو، رعایا کی رائے ہی تمہارے اعمال کی اچھائی یا برائی کا معیار و ثبوت ہے (گویا زبان خلق نقارہ ہوتی ہے) سب سے بڑی دولت جس کی تمنا کی جانی چاہئے اور تم جس کی تمنا کر سکتے ہو اعمال صالح کی دولت ہے۔ اپنی خواہشات پر قابو رکھو اور ممنوع باتوں سے بچو، محض اسی پرہیزگاری کی بدولت تم ان کے لئے خیر و شر میں تمیز کر سکتے ہو۔

اپنے دل میں رعایا کی محبت کے جذبہ کو پروان چڑھاؤ اور اس کو لوگوں کے لئے لطف و کرم اور مہربانی و عنایت کا ذریعہ بناؤ، وحشیوں اور جابروں کی طرح ان سے پیش نہ آؤ، ان کے اموال و املاک پر تصرف بے جا نہ کرو، یاد رکھو تمہاری رعایا دو طرح کی ہے۔ ایک سے تمہارا تعلق ملت کا ہے، وہ تمہارے برادر ملت ہیں اور دوسروں سے انسانیت کا۔ وہ بھی تمہارے برادر ہیں اور شریک انسانیت، ان میں یقیناً کمزوریاں ہوں گی اور اسی وجہ سے ان سے غلطی سرزد ہونے کا امکان بھی ہے اور بعض یقیناً خطاکار بھی ہوں گے مگر تم ان سے عفو و درگزر کا سلوک کرنا اور ان کو معاف کر دینا جیسا کہ تم اپنے لئے یہ چاہتے ہو کہ خدا تمہیں معاف کر دے اور تمہاری خطاؤں سے درگزر کرے۔ یاد رکھو تم ان پر اسی طرح مقرر کئے گئے ہو جس طرح میں تم پر، پھر خدا اس شخص پر نگراں مقرر ہے، جس نے تم کو گورنر کے عہدے پر مامور کیا ہے، تم ان پر نگراں ہو تو ان کی پوری پوری نگرانی کرو، ان کی ضروریات کا خیال رکھو اور ان کو پورا کرو، تم ان کے لئے جو کچھ کرو گے اسی کی بنیاد پر تمہاری جانچ اور پرکھ ہوگی۔

اپنے کو خدا کا حریف نہ سمجھ بیٹھنا نہ اس کے مقابلہ میں کھڑا ہونے کی کوشش کرنا کیونکہ تم اس بات پر قادر نہیں ہو کہ اپنے آپ کو اس کے احتساب اور گرفت سے بچا سکو اور نہ تم اس کے دائرہ دارو گیر یا رحم و کرم اور عفو سے باہر نکل سکتے ہو۔

کسی کے قصور کو معاف کرنے پر افسوس نہ کرو اور اگر کسی کو سزا دینی پڑ جائے تو اس پر مسرور و شادمان نہ ہو، اپنے غصہ کو ابھرنے کا موقعہ نہ دو کیونکہ اس سے کوئی فائدہ نہیں۔ یہ نعرہ مت لگاؤ کہ: میں تمہارا مالک و آمر ہوں اس لئے تمہیں میرے سامنے سرنگوں ہونا چاہئے۔" کیونکہ تمہارے قلب و ضمیر کو ناپاک بنا دے گا، اگر اقتدار تم بھی محسوس کرو تو اس کا علاج یہ ہے کہ کائنات کے نظام قدرت کی شان کی طرف نظر ڈالو کہ اس میں تمہیں معمولی سا بھی دخل نہیں ہے ایسا کرنا تو تمہارے بھٹکے ہوئے ذہن کو دوبارہ متوازن کر دے گا اور تم کو سکون و طمانیت بخشے گا، یاد رکھو! خدا تعالیٰ کی شان شوکت و عظمت کا مقابل بننے کا خیال بھی ہرگز ہرگز اپنے دل میں نہ لانا اور اس کے قادر مطلق ہونے کی نقل مت اتارنا، کیونکہ خدا اپنے ہر باغی اور انسانوں پر ظلم کرنے والوں کو کبھی سربز نہیں کرتا، اور ان کو ہمیشہ زیر و سرنگوں کرتا ہے۔

اپنے اعمال کے ذریعہ حقوق اللہ اور حقوق العباد کا احترام کرنا اور اپنے ساتھیوں اور عزیز و اقارب کو اس کی تلقین کرنا ایسا نہ کرنا گویا اپنے اوپر اور انسانیت پر ظلم کرنے کے مترادف ہوگا۔ خدا و انسان دونوں تمہارے دشمن ہو جائیں گے اور اس شخص کی نہ کہیں داد و فریاد ہے نہ ٹھکانا جو خدا کو اپنا دشمن بنا لے اور ایسا شخص خدا کے خلاف جنگ میں مشغول مانا جائے گا تا آنکہ وہ توبہ نہ کرے اور طالب گار بخشش نہ ہو۔ ظلم کے مقابلہ میں کوئی اور دوسری بات اتنی آسانی سے انسان کو خدا کی نعمتوں اور برکتوں سے

محروم اور باری تعالیٰ کے غیظ وغضب کو متحرک نہیں کرتی پس اسی لئے خدا مظلوم کی پکار سنتا اور ظالم کو گرفت میں لینے کے لئے تیار رہتا ہے:

بترس از آہ مظلوماں کہ ہنگام دعا کردن
اجابت از در حق بہر استقبال می آید

حکومت کے معاملات میں عدل وانصاف یہ اپنا فریضہ اور اپنے اوپر لازم سمجھو۔ عوام کی رضامندی اور خوشنودی حاصل کرو، کیونکہ عوام کی بے اطمینانی چند خوش حال افراد کے اطمینان کو ضائع کر دیتی ہے مگر چند افراد کی بے اطمینانی عوام کی خوشحالی میں جذب ہو کر فنا ہو جاتی ہے۔

یاد رکھو امراء کا محدود طبقہ مصیبت کے وقت تمہیں لبیک نہیں کہے گا۔

وہ لوگ عدل کے راستہ سے ہٹ کر چلنے کی کوشش کریں گے اور اپنے جائز حقوق سے زائد مانگیں گے ان کے ساتھ جو مراعات، سلوک و مہربانیاں کی گئی ہوں گی ان پر ممنون نہیں ہوں گے مصیبت و آزمائش کے وقت حواس باختہ گھبرائے پھریں گے مگر اپنی کوتاہیوں پر نادم نہ ہوں گے، یہ تو عام شہری ہی ہے جو ملک ومذہب کا سہارا اور قوت ہے یہی وہ ہے جو ملک وقوم کے دشمن کے ساتھ جان ومال کے ساتھ برسر پیکار ہو سکتا ہے پس عام رعایا سے قریب ہو، ان کی دلجوئی کرو اور ان کی فلاح و بہبود کا ہر وقت خیال رکھو۔

ایسے شخص کو اپنے پاس بھی نہ پھٹکنے دو جو دوسروں کے عیوب کی تاک جھانک میں رہتا ہے۔ آخر تو عوام اپنے میں کچھ نہ کچھ کمزوریاں رکھتے ہی ہیں، حاکم کا یہ فرض ہے کہ ان کی پردہ پوشی کرے، خدا تمہاری ان کمزوریوں کی پردہ پوشی کرے گا، جن کو عوام کی نگاہوں سے چھپانے کے لئے فکر مند رہتے ہو، رعایا اور حکومت کی باہمی نفرت کی گرہ کھول دو اور ان تمام رکاوٹوں، اور مواقعات و اسباب کو دور کر دو جو ان کے باہمی تعلقات میں کشیدگی کا باعث ہو سکتے ہیں۔ اپنے کو ایسے کام اور فعل سے باز رکھو جو تمہارے لئے مناسب نہ ہو، جو لوگ کان بھریں اور آکر چغلی کھائیں اور دوسروں کے متعلق قصے سنائیں، ان کے ثبوت فراہم کرنے میں عجلت نہ برتو، کیونکہ چغل خور دوست کے لباس میں فریب کار اور دھوکا دینے والا شخص ہوتا ہے۔

مشیران کار:

کبھی بخیل کو اپنا مشیر مت بنانا کیونکہ وہ تمہارے جود وسخا کو نقصان پہنچائے گا اور تمہیں افلاس کا ڈراوا دے گا، کسی بزدل سے بھی رائے مت لینا کیونکہ وہ تمہارے حوصلوں کو چھین لے گا، لالچی شخص سے بھی مشورہ نہ کرنا کیونکہ وہ تمہارے اندر طمع بھر دے گا اور تم کو ظالم بنا کر چھوڑے گا۔ بخل بزدلی اور طمع انسان کو توکل سے محروم کر دیتے ہیں، بدترین مشیر وہ ہے جو ظالم حکمرانوں کا صلاح کار رہ چکا ہو، اور جو ان کا شریک جرم رہا ہو لہٰذا ہرگز ایسے لوگوں کو اپنا مشیر نہ بنانا جو ظالموں کے ہمنشیں یا ان کے مظالم میں شریک کار رہ چکے ہوں، ان سے بہتر لوگ مل سکتے ہیں ایسے لوگ جو دانائی اور دوربینی کے اوصاف سے متصف اور گناہ آلود زندگی سے پاک وصاف ہوں اور جنہوں نے کسی ظالم کی اس کے ظلم میں یا کسی مجرم کی اس کے جرم میں رعایت نہ کی ہو، ایسے لوگ تمہارے لئے کبھی بار خاطر ثابت نہ ہوں گے بلکہ وہ تمہارے لئے قوت بازو اور حسب استقامت ثابت ہوں گے اور تمہارے دشمنوں کے لئے اجنبی اور غیر مصرف ایسے ہی لوگوں کو ذاتی اور ریاستی معاملات میں اپنا دوست، مشیر اور معاون بنانا اور پھر ایسے لوگوں میں سے بھی ان کو قابل ترجیح سمجھنا جو عادتاً سچائی کے دلدادہ ہوں چاہے ان کی سچائی اور صداقت کسی وقت تمہارے لئے کتنی ہی صبر آزما کیوں نہ ہو جائے یہی ایسے لوگ ہیں جو کبھی ان میلانات اور رجحانات کے اظہار میں تمہاری ہمت افزائی نہیں کریں گے جس کی نشوونما خدا تعالیٰ اپنے دوستوں میں پسند نہیں فرماتا۔

متقی اور صالح لوگوں کو اپنے سے قریب رکھو اور ان پر یہ اچھی طرح واضح کر دو کہ وہ کسی حال میں بھی تمہاری خوشامد نہ کریں، بھی تمہارے ایسے نیک کام کی تعریف نہ کریں، جو تم نے کیا ہی نہ ہو، کیونکہ خوشامد اور غلط تعریف سے چشم پوشی انسان میں غرور اور تکبر پیدا کرتی ہے۔

نکوکار، اور بدکار کے ساتھ یکساں پیش نہ آؤ، ایسا رویہ اچھے لوگوں کو نیکی کرنے سے باز رکھے گا، اور بروں کو بدی میں آگے بڑھنے کی ہمت دلائے گا جیسا جس کا کردار ہو اسی کے مطابق اس کو انعام یا سزا دو، یاد رکھو! بھلائی انصاف اور خدمت ہی وہ ذرائع ہیں جو حاکم ومحکوم میں باہمی اعتماد اور خیر اندیشی پیدا کر سکتے ہیں۔ لہٰذا لوگوں میں اپنے لئے جذبات خیر خواہی پیدا کرو کیونکہ ان کی خیر خواہی ہی تمہیں مصیبتوں سے بچا سکتی ہے۔ ان کے ساتھ بھلائی کرنے کا بدلہ ان کا تم پر اعتماد ہوگا اور ان سے بدسلوکی کا بدلہ عداوت و نفرت کے سوا تمہیں کچھ نہ ملے گا۔

اپنے پیشرووں کی اعلیٰ روایات کو جنہوں نے رعایا میں اتفاق اتحاد اور ترقی کو پروان چڑھایا ترک نہ کرنا اور کوئی ایسی بات نہ کرنا جو اس کی افادیت گھٹا دے ان اعلیٰ روایات کو قائم کرنے اور رواج دینے والے اپنا اجر یقیناً پا چکے ہیں لیکن اگر ان روایات کو دھچکا لگا تو تم ذمہ دار ہو گے ہمیشہ اہل علم اور صاحب فہم و فراست لوگوں کے تجربوں سے استفادہ کرنے کی کوشش کرو اور ریاست کے معاملات میں ان سے بار

بار مشورہ لیا کرو تا کہ تم اس امن وآشتی کو برقرار رکھ سکو جس کو تمہارے پیشرو قائم کر گئے۔

**رعایا کے مختلف طبقات:**

یاد رکھو! رعایا مختلف طبقات پر مشتمل ہوتی ہے ایک کی ترقی کا انحصار دوسرے کی ترقی پر ہوتا ہے، کوئی ایک طبقہ دوسرے سے غیر متعلق نہیں رہ سکتا۔

**فوج:**

ہماری فوج وہ ہے خدا کے سپاہیوں پر مشتمل ہے۔ ہمارے ریاستی حکام اور ان کے دفاتر، ہمارا عدالتی نظام، ہمارے مال گزاری، اور دوسرے شعبوں کے افسران، عام رعایا، مسلمان اور ذمی!

پھر ان میں تاجر کاریگر، بے روزگار اور غریب سب شامل ہیں، یہ ہیں رعایا کے مختلف طبقات! خدا نے ان سب کے الگ الگ حقوق و فرائض مقرر کر دیئے اور ان سب کو کتاب الٰہی میں متعین، منضبط اور محفوظ کر دیا گیا ہے۔

**فوج:**

خدا کے فضل سے فوج رعایا کے لئے بطور ایک قلعہ کے ہے۔ جو ریاست کی شان و منزلت کو بڑھاتی اور زندگی بخشتی ہے وہ دین کے وقار کو بلند کرتی اور قائم رکھتی ہے اور ملک کا امن و امان اس کے طفیل برقرار رہتا ہے۔ اس کے بغیر نہ ریاست قائم رہ سکتی اور نہ ریاست کی مدد کے بغیر اس کا وجود باقی رہ سکتا ہے، ہمارے سپاہی دشمن کے مقابلہ میں قوی اور مضبوط ثابت ہوتے رہے ہیں، کیونکہ انہوں نے خدا کے ہاتھوں اپنی جانیں فروخت کر دی ہیں اور خدا نے ان کو خود اپنے لئے جنگ کرنے کی سعادت سے نوازا ہے لیکن ان سب کے باوجود ان کو اپنی تمام انسانی ضروریات اور احتیاجات کو پورا کرنا ہوتا ہے۔ اسی لئے وہ تنخواہ کے ضرورتمند اور محتاج ہیں جو ان کو مال گزاری کی رقم سے مہیا کی جاتی ہے فوجی ہوں یا غیر فوج جو مال گزاری دیتا ہے دونوں کو ایک دوسرے کے تعاون کی ضرورت ہے، مثلاً عدالتی اور انتظامی افسران، قاضی افسر مال اور ان کا عملہ، قاضی فوجداری اور دیوانی قانون نافذ کرتا ہے۔ مال افسر مال گزاری وصول کرتے اور اپنے عملہ کی مدد سے شہری انتظام کرتے ہیں اور تاجر جو ریاست کی آمدنی میں اضافہ کرتے ہیں۔ یہی لوگ منڈیوں کو چلاتے ہیں اور دوسروں کے مقابلہ میں زیادہ اچھی طرح حقوق العباد ادا کر سکتے ہیں، ان سب کے علاوہ غریبوں اور ضرورتمندوں کا طبقہ ہے جس کی نگہداشت دوسرے طبقوں کا فرض ہے۔ خدا نے ہر شخص کو خدمت انجام دینے کے مناسب مواقع فراہم کر دیئے ہیں۔ ان تمام طبقات کے حکومت پر جو حقوق ہیں مفاد عامہ کو پیش نظر رکھتے ہوئے حاکم کو وہ ادا کرنا چاہئیں۔

یہ ایک ایسا کٹھن فرض ہے کہ جسے حاکم پوری طرح ادا کر ہی نہیں سکتا۔ جب تک وہ اس کی ادائیگی میں ذاتی دلچسپی نہ لے اور خدا سے مدد کا طالب نہ ہو! حاکم کا فرض منصبی ہے کہ وہ اپنے اوپر یہ ذمہ داریاں عائد کرے اور اس کام کے ضمن میں جو دشواریاں اور تکالیف پیش آئیں، ان کو صبر وشکر کے ساتھ برداشت کرے۔

فوج میں ایسے لوگوں کی بہبود کا خیال رکھنا جو تمہارے نزدیک خدا اور رسول پر بصمیم قلب ایمان رکھتے اور اپنے حاکم کے وفادار ہوں، جو غصہ کے عالم میں اپنے کو قابو میں رکھ کر ٹھنڈے دل و دماغ سے صحیح شکایت سن سکیں، جو کمزور کی مدد اور قوی کو زیر کر سکتے ہوں، جو طیش دلانے اور ستائے جانے کے باوجود بھی طیش میں نہ آئیں اور ایسے عالم میں بھی ان کے قدم نہ ڈگمگائیں۔

جو گھرانے مسلمہ طور پر شہرت، دیانت اور شاندار ماضی کے حامل رہے ہوں ان سے قرب رکھو، بہادر، راستباز اور نیک طبع لوگوں کو اپنی طرف مائل کرو، کیونکہ دراصل یہی لوگ سماج کی زینت اور رونق ہیں۔ ان لوگوں سے ایسی ملاطفت اور نرمی سے پیش آؤ جیسا اپنے بچوں سے پیش آتے ہو، ان پر اگر تم نے کوئی احسان کیا ہو تو ان پر وہ احسان نہ جتاؤ وہ اگر اس احسان پر اظہار محبت کریں تو اس کو نظر انداز نہ کرو، کیونکہ ایسا رویہ مہر و وفا اور خیر اندیشی پیدا کرتا ہے ان کی چھوٹی سے چھوٹی حاجت اور ضرورت پر اپنی توجہ منعطف رکھو تم ان کو جو عام مدد دے چکے ہو اسی پر اکتفا کر کے نہ بیٹھے رہو کیونکہ بعض اوقات ان کی معمولی سی ضرورت پر تمہاری ادنیٰ توجہ ان کے لئے باعث صد آرام بن جاتی ہے ایسے لوگ وقت پڑنے پر یقیناً تمہیں فراموش نہ کریں گے!

تمہارے لئے ضروری ہے کہ اپنی فوج کی سپہ سالاری کے لئے ایسے شخص کو چنو جو اپنے آدمیوں کی مدد کرنے کو اپنے اوپر بحیثیت فرض عائد کرے، جو ہر اس افسر سے جسے اپنے ماتحت لوگوں کی ضرورت رفع کرنی پڑتی ہو اور ان کی غیر حاضری میں ان کے اہل و عیال کی نگرانی کرنی پڑتی ہو رحمدلی میں سبقت لے جائے حالت یہ ہونی چاہئے کہ تمام فوج اپنے غموں اور خوشیوں کو ایک محسوس کرے مقاصد کی یگانگت دشمن کے خلاف آہنی قوت ثابت ہوگی۔ ان لوگوں کے ساتھ مہر و محبت کے رویہ کو قائم رکھنا تا کہ تمہارے لئے ان کے دل میں ہمیشہ گنجائش رہے اور ان کے دل تمہارے انس و محبت سے معمور رہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ حاکموں کی اصل مسرت اور خوشگوار طمانیت اسی میں ہے کہ ملک میں عدل کریں اور لوگوں سے الفت و محبت کے تعلقات استوار رکھیں۔ رعایا کے جذبات خلوص کا مظہر وہ خیالات اور مظاہر محبت ہوتے ہیں جو

وہ تمہارے لئے ظاہر کریں اور مخلص انہی جذبات پر حاکموں کی حفاظت کا انحصار ہوتا ہے اگر تم اپنے افسروں اور عوام سے شفقت نہ رکھو گے تو تمہاری خالی خولی نصیحتیں بیکار ہوں گی اگر تم نے ان سے محبت کا برتاؤ کیا تو وہ حکومت کو ایک تکلیف دہ بوجھ نہ تصور کریں گے، اور اس کو تباہ و برباد کرنے میں کوئی معاونت نہ کریں گے۔

ان کی ضروریات پر نظر رکھو ان کو پورا کرتے رہو اور جو خدمات وہ انجام دیں ان کی دل کھول کر ستائش کرو انشاء اللہ ایسا رویہ بہادروں کو اور بھی زیادہ بہادری کے کارناموں کا جوش دلائے گا اور بزدلوں تک کو دلیری و بہادری کی طرف راغب کرے گا۔

دوسروں کے جذبات کی پذیرائی کرو، ایک کی غلطی کو دوسرے پر چسپاں مت کرو اور مناسب انعامات کے عطا کرنے میں تکلف سے کام مت لو اس بات کا خیال رکھنا کہ تمہاری عنایات کا مورد ایسا شخص نہ ہو جو خدمت کچھ نہ انجام دے اور خاندانی عزت کا سہارا لے کر اپنے کو مستحق سمجھے اور اس شخص کو جس نے کارہائے نمایاں انجام دیئے ہوں محض اس وجہ سے انعامات سے محروم نہ کرنا کہ سماج میں وہ نچلے درجہ میں شمار کیا جاتا ہے۔

## حقیقی رہنمائی:

جب کبھی تمہیں دوراہہ پیش آ جائے اور تم شک میں پڑ جاؤ کہ اب تمہیں کونسا راستہ اختیار کرنا چاہئے تو اس وقت ہدایت کے لئے خدا اور رسول کی طرف رجوع ہو جاؤ، صحیح راہبری اور راہنمائی حاصل کرنے والوں کے سامنے خداوند قدوس کا یہ ارشاد ہونا چاہئے:

"اے ایمان والو! اطاعت کرو اللہ کی اور اس کے رسول کی اور اپنوں میں سے ان لوگوں کی جو تم پر اقتدار رکھتے ہیں اور رجوع کرو خدا اور اس کے رسولؐ کی طرف، جب کبھی تم میں اختلاف رائے ہو۔"

خدا کی طرف رجوع ہونا اور اصل کتاب الٰہی سے ہدایت حاصل کرنا اور مشورہ لینا ہے اور رسولؐ کی طرف رجوع ہونے کا مطلب ان احادیث کی پیروی ہے جن پر اتفاق عام ہے۔

## قاضی القضات:

اپنے لوگوں میں سے ایسے شخص کو قاضی القضات منتخب کرنا جو ان میں سے افضل ترین ہو ایک ایسا شخص جس پر خانگی تفکرات مسلط نہ ہوں جس کو ڈرایا دھمکایا نہ جا سکے (اور جو خریدا نہ جا سکے) جو بار بار غلطی کا مرتکب نہ ہو، جو ایک مرتبہ راہ راست پانے کے بعد اس سے پیچھے نہ ہٹ جاتا ہو جو خود بین اور حریص نہ ہو، جو جب تک واقعات سے پورے طور پر آگاہ نہ ہو جائے فیصلہ میں جلدی نہ کرے جو ہر ممکن شبہ کی اچھی طرح جانچ پڑتال میں احتیاط برتے اور ان تمام باتوں پر غور کرنے کے بعد ایک بین فیصلہ صادر کرے جس کو وکیلوں کے دلائل سے ضد نہ پیدا ہو جائے جو واقعات کے ہر نئے انکشاف معاملہ کی ہر نئی کروٹ پر صبر کے ساتھ غور کرے جو اپنے فیصلے میں قطعی غیر جانبدار ہو، جسے خوشامد اور چاپلوسی یا چرب لسانی بہکا نہ سکے اور جسے اپنے عہدہ کا فخر و غرور نہ ہو لیکن یاد رکھو، ایسے شخص کا پا لینا آسان نہیں ہے۔

البتہ جب ایک مرتبہ اس جگہ کے لئے موزوں شخص چن لو تو پھر اسے ایسا معقول معاوضہ دو کہ وہ اپنی حیثیت کے مطابق آسائش کے ساتھ رہ سکے، اور اس کے پاس اتنا ہو کہ لالچ سے بالاتر ہو جائے اس کو اپنے دربار میں ایسا مرتبہ بلند عطا کرو جس کو پانے کا کوئی خواب بھی نہ دیکھ سکے اور جو اتنا بلند ہو کہ غیبت اور سازش کے لمبے لمبے ہاتھ بھی اسے نہ چھو سکیں (یعنی ایسا نہ ہو) کہ تم کسی کی غیبت یا سازش سے متاثر ہو کر اس کو اس رتبہ بلند سے محروم کر دو۔

## ماتحت قاضی:

ان لوگوں کے انتخاب میں انتہائی احتیاط اور ہوشیاری برتنی چاہئے کیونکہ یہی وہ اونچی جگہ ہے جسے طالع آزما اور خود غرض لوگ حاصل کر کے ناجائز اور ذاتی فائدہ اٹھانے کے متمنی رہتے ہیں، اپنے بڑے جج (قاضی القضات) کے انتخاب کے بعد دیگر افسران کے چننے میں احتیاط اور غور سے کام لینا ان کو اپنی ملازمت پر اس وقت تک مستقل نہ کرنا جب تک کہ ان کے امتحانی اور آزمائشی دور میں ان کے کام سے مطمئن ہو جاؤ، ذمہ دار عہدوں کے لئے ذاتی تعلقات یا کسی اثر اور سفارش کے تحت ہرگز کسی کا انتخاب نہ کرنا کیونکہ یہ نا انصافی اور خرابی کا راستہ ہے۔

اعلیٰ ملازمتوں کے لئے تجربہ کار لوگوں کو چنو جن کا ایمان قوی ہو اور جو اچھے خاندان سے تعلق رکھتے ہوں کیونکہ ایسے لوگ آسانی سے لالچ کا شکار نہ ہو سکیں گے اور دوسروں کو دائمی بھلائی پر نظر رکھتے ہوئے اپنے فرائض منصبی انجام دیں گے، ان کو معقول تنخواہ دو، ان کی تنخواہوں میں اضافہ کرتے رہو تا کہ وہ اطمینان کی زندگی بسر کر سکیں مطمئن زندگی صفائی قلب میں معاون اور مددگار ثابت ہوگی اور وہ اس بات کی خواہش محسوس نہ کریں گے کہ اپنی ذاتی ضروریات پوری کرنے کے لئے اپنے ماتحتوں کو ٹیکسوں کے گراں بار بوجھ سے پیس ڈالیں یا لوٹ کھسوٹ مچائیں۔ ان کے پاس تمہارے احکام کی خلاف ورزی یا حکومت کے روپیہ پر تصرف بے جا کرنے کا کوئی جواز اور بہانہ نہ رہے گا، ان کے علم کے بغیر ان پر ایسے لوگوں سے نگرانی کراؤ جو وفادار، نیک اور صالح ہوں شاید ان میں رفاہ عامہ کے لئے سچی دیانتداری اور لگاؤ پیدا ہو جائے لیکن جب کبھی ان میں سے کسی پر بددیانتی خیانت مجرمانہ کا الزام عائد کیا جائے اور تمہارے پوشیدہ نگراں ان کے جرم کی تصدیق کر دیں تو پھر ان کو سزا دینے کے لئے یہی بس ہے کہ ان کو جسمانی سزا دو اور ایک مقررہ مقام پر برسر عام ان کو سزا دی جائے۔

(باقی آئندہ)

تحریر: مولانا عبداللہ حسنی ندوی
ترجمہ: محمد طارق اقبال

# مسلم خواتین کا تاریخی کردار!

جب پوری دنیا کفر و شرک ظلم و بربریت کے گھٹا ٹوپ اندھیرے میں ڈوبی ہوئی تھی تو عرب کے افق پر وہ روشنی نمودار ہوئی جس نے پوری دنیا کو بقعۂ نور بنا دیا یہ اسلام کی روشنی تھی جس کے تکمیل کرنے والے رسول آخرین محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم تھے آپ ﷺ نے امانت و دیانت، شرافت و صداقت، عدل و انصاف، مساوات اور بھائی چارہ کا سبق دیا خاص کر طبقہ نسواں جو زمانہ قدیم سے حماقت و جہالت کا نمونہ سمجھا جاتا تھا اسلام اپنے نوری تابانیوں اور عدل و انصاف کے ترازو کے ساتھ ظاہر ہوا اور طبقہ نسواں کو اس کا حق واپس دلوایا اس کی عزت و ناموس عظمت و تقدس کو بحال کیا اس کی لطافت و نزاکت اور حسن و جمال کو طریق احسن اسے چادر اور چار دیواری میں محفوظ کیا۔ (م-الف-ک)

## اللہ تعالیٰ آپ کو ہرگز رسوا نہ کرے گا:

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پہلی زوجہ مطہرہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا ہیں جو عقل و دانش اور معاملہ فہمی میں اپنے زمانہ کی ممتاز ترین خواتین میں سے تھیں۔ اس کے ساتھ ساتھ اخلاق و کردار اور تہذیب و ثقافت کے نتائج اور اثرات سے بخوبی واقف تھیں۔ وہ آپ ﷺ کی فکر مندیوں میں شریک ہوگئیں اور آپ کو جو امت کا غم تھا وہ بانٹ لیا۔ راہ نبوت اور کار نبوت کی رکاوٹیں دور کرنے لگیں۔

اچانک وحی کے نزول اور حضرت جبرائیل امین کی آمد سے آپ ﷺ پر ایک خاص کیفیت طاری ہوئی کہ آپ ﷺ کی زبان مبارک پر یہ بات آئی: مجھے اپنے بارے میں خوف محسوس ہوتا ہے۔ حضرت خدیجہؓ نے تسلی دیتے ہوئے فرمایا:

"ہرگز نہیں! اللہ تعالیٰ آپ کو کبھی رسوا نہیں کرے گا کیونکہ آپ ﷺ صلہ رحمی کرتے ہیں اور بوجھوں کو اٹھاتے ہیں اور بے سہارا لوگوں کی مدد کرتے ہیں اور مہمان نوازی کرتے ہیں، ناگہانی مصیبتوں اور آسمانی حوادث میں لوگوں کے کام آتے اور ان کی اعانت کرتے تھے۔"

اس کا ایک ایک جملہ اپنے اندر بلند ومعنی گہرائی رکھتا ہے اور بے پناہ وسعت کا حامل ہے، جس سے ان کی علم الاخلاق اور علم النفس میں کامل مہارت اور دقت نظر کا ثبوت ملتا ہے۔ یہ کہہ کر انہوں نے آپ ﷺ کی تسلی کا سامان کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ڈر کو دور کیا، اس طرح آپ ﷺ فارغ البالی کے ساتھ سکون و اطمینان کے ساتھ دعوت الی اللہ کی ذمہ داریوں کو ادا کرنے میں لگ گئے۔

## آپ ﷺ اپنی قربانی کیجئے اور کسی سے کلام نہ فرمایئے:

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دوسری زوجہ مطہرہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا ہیں۔ وہ صلح حدیبیہ کے سفر میں آپ ﷺ کی رفیق سفر تھیں اور صلح کا وہ واقعہ پیش آیا جو مسلمانوں کے حلق سے نہیں اتر رہا تھا اور ان کے لئے ناقابل برداشت ہو رہا تھا۔

بخاری شریف کی روایت ہے کہ

"جب حضور ﷺ معاہدہ نامہ سے فارغ ہوئے تو آپ ﷺ نے صحابہ کرامؓ سے فرمایا: کہ تیار ہو جاؤ اور قربانیاں کرو اور سروں کا حلق کراؤ۔ آپ ﷺ انہی کلمات کو بار بار دہراتے رہے لیکن ان میں سے کوئی تیار نہیں ہوا، جب ان میں سے کوئی شخص تیار نہیں ہوا تو آپ ﷺ ام سلمہؓ کے پاس تشریف لے گئے اور لوگوں کی جانب سے پیش آنے والے واقعہ کا تذکرہ کیا۔ حضرت ام سلمہؓ نے کہا اے اللہ کے رسول! اگر آپ ﷺ کی خواہش اور چاہت یہی ہے تو تشریف لے جایئے اور کسی سے گفتگو تک نہ کیجئے اور اپنی قربانی کے جانوروں کو ذبح کیجئے اور حجام کو بلوا کر اپنا سر مبارک حلق کروایئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے، کسی سے آپ نے گفتگو نہیں کی اور آپ ﷺ نے ویسا ہی کیا کہ اپنی قربانی کے جانوروں کو ذبح کیا اور حجام کو بلوا کر حلق کروایا، جب لوگوں نے دیکھا تو وہ بھی قربانی کرنے لگے اور ایک دوسرے کا حلق کرنے لگے۔"

انہوں نے اس مسئلہ کے حل کے لئے ایسی

حکمت اور دانائی سے کام لیا، جس سے بڑھ کر عقلمندی اور دانائی نہیں ہو سکتی ہے جو موقع محل کے عین مناسب اور صحابہ کرامؓ کے جذبہ اطاعت اور سر تسلیم خم کر دینے سے واقفیت کی دلیل ہے، چنانچہ یہ تدبیر کارگر ثابت ہوئی۔

## عورت بحیثیت داعی:

''کل مصیبۃ بعدک جلل'' تیرے ہوتے ہوئے سب مصیبتیں ہیچ ہیں۔ بقول شاعر:

میں بھی اور باپ بھی، شوہر بھی برادر بھی فدا
اے شہ دیں تیرے ہوتے ہوئے کیا چیز ہیں ہم

مسلمان مدینہ لوٹے، راستہ میں ان کا گزر بنی دینار کی ایک عورت کے پاس سے ہوا جس کے شوہر، بھائی اور والد رسولؐ کے ہمراہ جہاد کے لئے نکلے تھے اور سب کے سب راہ حق میں کام آ چکے تھے جب ان کی شہادت کی خبر اس کو دی گئی تو اس نے اس کو نظر انداز کرتے ہوئے پوچھا کہ: آقا کا کیا حال ہے؟ صحابہ کرامؓ نے جواب دیا اے ام فلاں وہ بخیر و عافیت ہیں اور بحمد للہ تمہاری چاہت کے مطابق ہیں، اس نے کہا مجھے دکھایئے تاکہ میں ان کا دیدار کروں، پھر آپؐ کی طرف اشارہ کیا گیا، جب اس نے دیکھ لیا بے اختیار پکار اٹھی: ''کل مصیبۃ بعدک جلل'' (آپؐ کے دیدار پرانوار کے بعد کوئی مصیبت، مصیبت نہیں)

اس لئے کہ ان کو پاکیزہ محبت کے جذبہ اور حقیقی الفت کا وافر حصہ ملا تھا، جب یہ دل کی گہرائیوں میں اتر جاتی ہے اور گوشت پوست کا حصہ بن جاتی ہے تو مٹی کو سونا اور خاک کو اکسیر بنا دیتی ہے۔ یہی وہ محبت خالص اور جذبہ صادق ہے، جو کمزور کو توانا اور طاقتور کو جان لٹا دینے والے بہادروں کی صف میں لا کھڑا کرتی ہے اور عورت کو غضبناک اور دھاڑتا ہوا شیر ببر کی قوت عطا کرتی ہے۔ یہ صحابیہ کمزور تھیں لیکن ان کا دل حب خالص اور پاکیزہ محبت کے جذبات سے لبریز تھا۔ وہ آزمائش سے دوچار اور بلا میں گرفتار تھیں لیکن دیدار نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی ساری مصیبت کافور کر دی، اور قلب و دماغ پر غم واندوہ کے جو پہاڑ ٹوٹ پڑے تھے وہ دور کر دیئے حتیٰ کہ ان کی زبان سے وہ عجیب و غریب بات نکلی جو پاکیزہ محبت کے لطیف جذبات کی عکاس ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے دل میں حضور اکرمؐ کی کس قدر عظمت و وقار تھا اور فداکاری و قربانی کے عظیم جذبات پر روشنی پڑتی ہے کہ راہ حق میں باپ، شوہر، بیٹا اور بھائی کام آ چکے ہیں اور زبان پر ''کل مصیبۃ بعدک جلل'' کا کلمہ ہے۔

## یہ اللہ کی طرف سے بخشش و اکرام ہے:

ابن سعد طبقات کبریٰ میں رقمطراز ہیں کہ ام شریکؓ کے شوہر نے اسلام قبول کیا، ام شریکؓ کا نام غزیہ بنت جابر دوسیہ ہے جن کا تعلق قبیلہ ازد سے ہے، اور ان کے شوہر ابوالعسکرؓ ہیں، حضرت ابوالعسکرؓ نے حضرت ابوہریرہؓ کی معیت میں تمام لوگوں کے ساتھ ہجرت کی۔

ام شریکؓ فرماتی ہیں کہ ابوالعسکرؓ کے خاندان کے لوگ میرے پاس آئے اور کہنے لگے کہ ایسا لگتا ہے کہ تم بھی اسی کے دین پر ہو، میں نے جواباً عرض کیا ہاں، ہاں بخدا میں نے اسی کے دین کو اختیار کرلیا ہے، وہ کہنے لگے کہ پھر ہم تمہیں ضرور بالضرور سخت اور دردناک سزا دیں گے، پھر وہ ہمیں لے کر مقام ذی الخلیفہ سے منزل کی جستجو میں نکل کھڑے ہوئے (ہمارے شوہر صنعائے یمن میں اس وقت قیام پذیر تھے) اور مجھے اپنی سب سے بدترین ناکارہ اور ایک بہت ہی سست رفتار اونٹنی پر سوار کر دیا، وہ مجھے روٹی شہد کے ساتھ کھلاتے تھے لیکن پانی کا ایک قطرہ بھی پینے کو نہ دیتے تھے۔ یہاں تک کہ دن چڑھ آیا، دھوپ سخت ہو گئی، اس کی تمازت میں تیزی آ گئی تھی، ہمیں سخت پیاس کا احساس تھا، گرمی شباب پر تھی، اس کی حدت وسختی عروج پر تھی، اتنے میں انہوں نے پڑاؤ ڈالا خیمے نصب کئے اور مجھے دھوپ ہی میں چھوڑ دیا، یہاں تک کہ میرے ہوش و حواس جواب دے گئے اور قوت سماعت و بصارت جاتی رہی، میرے ساتھ مسلسل تین دن تک ان کا یہی رویہ رہا اور وہ ایسا ہی کرتے رہے، تیسرے دن مجھ سے کہنے لگے کہ اس دین کو چھوڑ دو جس پر تم ہو، لیکن میں کچھ بھی نہ سمجھ سکی، صرف مجھے یہ محسوس ہوا کہ وہ بار بار کچھ کہہ رہے ہیں، میں نے اپنی انگلی آسمان کی طرف اٹھا کر توحید کا اشارہ کیا کہ بخدا میں اسی دین پر قائم ہوں۔ اس حال میں کہ میرا پیاس، گرمی کی شدت اور تھکن سے برا حال تھا، اچانک میں نے اپنے سینے پر ڈول کی ٹھنڈک محسوس کی، اس کو لے کر میں نے ابھی چند قطرے ہی پیے تھے کہ ڈول اوپر کو اٹھ گیا اب میں دیکھنے لگی کہ کیا دیکھتی ہوں کہ وہ آسمان اور زمین کے درمیان معلق ہے، میں اس کو لینے پر قادر نہیں ہوں، دوبارہ ڈول آیا پھر میں نے چند گھونٹ لئے کہ ڈول اوپر چلا گیا، جب تیسری دفعہ ڈول آیا میں پی کر سیراب ہو گئی،

میرے ہوش بحال ہوئے اور میں پانی سے اپنے سر اور چہرے کو دھونے اور کپڑے کو تر کرنے لگی تھی کہ اچانک وہ لوگ نکلے، یہ ماجرا دیکھ کر پوچھنے لگے اے اللہ تعالیٰ کی دشمن یہ تمہارے پاس کہاں سے آیا؟ میں نے جواب دیا اللہ تعالیٰ کے دشمن وہ لوگ ہیں جو اس دین کے مخالف ہیں۔ رہا تمہارا یہ سوال کہ یہ کہاں سے آیا تو جان لو کہ اللہ رب العزت کی طرف سے مجھے بطور انعام ورزق ملا اور عطا ہوا ہے۔ اتنا سننا تھا کہ وہ دوڑ کر اپنے مشکیزوں اور پانی کے برتنوں کو دیکھنے گئے، انہیں اپنی جگہ پر جوں کا توں لٹکا اور محفوظ پا کر کہنے لگے کہ تمہارا ہی رب ہمارا پروردگار ہے جس نے تمہیں اس حالت میں ہر اس نعمت سے نوازا حالانکہ ہم نے تمہارے معاملے میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی۔ انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہجرت کی۔ وہ میرے احسان شناس اور منت گزار تھے اور میرے ساتھ اللہ تعالیٰ نے جو خاص معاملہ فرمایا تھا، اس سے واقف تھے۔

یہی حضرت ام شریکؓ ہیں جو اپنے ہی وطن اور دیار میں غریب الوطن ہوگئیں وہاں کی فضا ان کے حق میں اجنبی ہوگئی جس نے انہیں شوق اور چاہ سے پالا تھا اور اپنے گہوارہ میں جگہ دی تھی وہ خود قبیلہ ان کا دشمن ہوگیا، حالانکہ اس نے انہیں الفت ومحبت دی تھی اور شادی کرائی تھی، محض اس وجہ سے کہ وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ پر ایمان لے آئیں تھیں اور کلمہ توحید کا ہار اپنے گلے میں ڈال لیا تھا اور حق کی گواہی دی تھی، توحید کا اقرار اور اعلان کیا تھا سب کے سب ان پر ٹوٹ پڑے اور ان کو بے آب وگیاہ میدان میں بھوکا پیاسا چھوڑ دیا لیکن وہ راہ حق اور صراط مستقیم پر جمی رہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس صلہ میں ان پر ساتوں آسمان سے انعام واکرام کی بارش کی اور ان کے قبیلہ کا دل ان کے لئے نرم اور گداز ہوگیا۔ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف مائل اور جھک گیا اور یک لخت دین اسلام میں داخل ہوگئے۔

لہٰذا ایک بے یارومددگار تن تنہا عورت راہ حق میں مضبوط پہاڑوں کی طرح جمی رہ سکتی ہے وہ تنہا تاریخ کے دھارے، زندگی کے رخ کو موڑ سکتی ہے اور معاشرہ میں انقلاب عظیم برپا کر سکتی ہے خواہ معاشرہ اندھی جاہلیت پر مبنی اور قائم کیوں نہ ہو۔

عورت کا طبقہ زمانہ قدیم سے افراط وتفریط کے دو پیمانوں میں تولا جاتا رہا ہے اور وہ برابر افراط وتفریط کا شکار رہی ہے، کسی نے اسے کلنک کا ٹیکہ سمجھا، کسی نے جہل اور من گھڑت چیزوں کی علامت قرار دیا، کسی نے حماقت کا جہالت کا نمونہ اور کسی نے تخریب اور فساد وبگاڑ کا ذریعہ قرار دیا، یہاں تک کہ اسلام اپنے نور کی تابانیوں اور عدل وانصاف کی ترازو کے ساتھ ظاہر ہوا اور طبقہ نسواں کا مقام و مرتبہ بتایا اور اس کا چھینا ہوا حق اس کو واپس دلایا۔ اس کی عزت وناموس، عظمت وتقدس کو بحال کیا، اس کی لطافت ونزاکت اور حسن وجمال کو اجاگر کیا اور مردوں کو ان کے ساتھ نرمی وملاطفت کا برتاؤ کرنے کا حکم دیا اور ان کے حقوق کی ادائیگی اور تعلیم و تربیت کے انجام دہی پر آمادہ کیا اور اسے ماں کا تقدس دیا اور اس کے وقار وعظمت کو زبان نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ''الجنۃ تحت اقدام الامہات'' سے واضح کیا کہ (ماؤں کے قدموں تلے جنت ہے) ایک شخص نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا۔ میرے حسن سلوک کا سب سے زیادہ مستحق اور حقدار کون ہے؟ فرمایا:

''تمہاری ماں، یہ تین بار مکرر فرمایا۔ پھر فرمایا کہ تمہارے باپ اور اس کے بعد تمہارے قریبی رشتہ دار ہیں۔''

(متفق علیہ مشکوٰۃ المصابیح ج ۲ ص ۴۱۸)

اور تمام لوگوں کو اس کے ساتھ حسن سلوک کرنے کی تاکید: ''استوصوا بالنساء خیرا'' سے کی۔ (عورتوں کے ساتھ بہتر معاملہ کرو) اس کی فطری نزاکت اور طبعی لطافت پر نظر رکھتے ہوئے نرمی اور رفق کا حکم دیا اور فرمایا: ''ارفق یا انجشہ بالقواریر'' اے انجشہ ان آبگینوں پر رحم کرو اور ترس کھاؤ، جیسا کہ ان کے ذمہ داروں کو حکم دیا کہ ان کی اچھی تربیت کریں، ان پر مال خرچ کریں، فرمایا:

''جس کے تین بیٹیاں یا تین بہنیں یا دو لڑکیاں اور دو بہنیں ہوں اور وہ ان کے ساتھ حسن سلوک کرکے خیر خواہی سے پیش آئے اور ان کے سلسلے میں تقویٰ اختیار کرے اور خوف خدا سے کام لے تو اس کے لئے جنت کی بشارت وخوشخبری ہے۔

مزید فرمایا:

''جو شخص دو لڑکیوں کی پرورش و پرداخت کرے یہاں تک کہ وہ سن بلوغ کو پہنچ جائیں، میں اور وہ قیامت کے دن قریب قریب ہوں گے اور اپنی دونوں انگلیوں سے (جنت میں) قربت کا اشارہ کیا۔'' (مسلم)

• عورت کے بارے میں بہت سی روایات ہیں جو احادیث کی کتابوں میں محدثین نے بڑی دقت وامانت سے محفوظ کیا ہے۔

☆☆......☆☆

تحریر: محمد حنیف، شیخوپورہ

# گستاخانِ رسولؐ کا عبرتناک انجام

**دینی غیرت و حمیت کا یہ تقاضا ہے کہ گستاخ رسول کے تعفن سے کرہ ارض کو پاک کر دیا جائے**

ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم رب العالمین کی تعمیل میں تین سال تک خفیہ انداز میں اسلام کی تبلیغ کا فریضہ سرانجام دیا۔ یہاں تک کہ جبرائیل امین پیغام خداوندی لے کر بارگاہ نبوت میں حاضر ہوئے:

ترجمہ: "پس کھول کر سنا دیجئے جو حکم آپ کو دیا جا رہا ہے، اور مشرکین کی پرواہ نہ کیجئے ہم آپ کی طرف سے مذاق کرنے والوں کو کافی ہیں۔"

اس حکم ربانی کے نتیجے میں آپ کمال مستعدی کے ساتھ کھلم کھلا تبلیغ اسلام میں مصروف ہو گئے۔ توحید کی آواز اور یہ پیغام حق بجلی کا کڑکا بن کر بت پرستوں پر گرا۔ بقول شاعر:

یہ بجلی کا کڑکا تھا یا صوت ہادی
عرب کی زمیں جس نے ساری ہلادی

قریش طرح طرح کے ہتھکنڈے استعمال کر کے آپ کو دعوت حق سے روکنے لگے۔ آپ کو جادوگر، کاہن اور دیوانہ وغیرہ کہہ کر استہزاء کرنے لگے۔

ایک دن حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد حرام میں تشریف فرما تھے اور حضرت جبرائیل امین علیہ السلام آپ کی بارگاہ نبوت میں حاضر و موجود تھے کہ مشرکین مکہ میں سے پانچ اشخاص بیت اللہ شریف میں داخل ہوئے۔ یہ پانچوں قریش کے سرداروں میں سے تھے ایک ولید بن مغیرہ، دوسرا عاص بن وائل، تیسرا اسود بن المطلب، چوتھا اسود بن یغوث پانچواں حارث بن طلاطلہ۔

ان پانچوں بدنصیبوں نے جب آپ کو حرم کعبہ میں تشریف فرما دیکھا تو نخوت اور تکبر سے طرح طرح کی حرکات میں آنکھ اور پاؤں وغیرہ کے اشاروں سے حضور پرنور کا تمسخر اڑایا اور پھر طواف کعبہ میں مشغول ہو گئے۔

قادر مطلق جس نے سورۂ حجر کی آیات میں ٹھٹھہ کرنے والوں اور تمسخر اڑانے والوں سے آپ کا بدلہ لینے کا وعدہ فرمایا تھا۔ اسے اپنے محبوب کی شان میں یہ گستاخانہ انداز کیسے گوارا ہو سکتا تھا؟ فوراً عرش عظیم سے جبروتی حکم نازل ہوا۔ جبرائیل! میرے حبیب کی شان میں گستاخی کرنے والوں سے بدلہ لیجئے۔

اس وقت تک یہ گستاخان رسول طواف کعبہ سے فارغ ہو کر واپس ہو رہے تھے۔ حضرت جبرائیل امین نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مخاطب ہو کر کہا: "آپ کا بدلہ لے لیا گیا" پھر ولید بن مغیرہ کی پنڈلی کی طرف اشارہ کیا۔ ولید آگے گزر گیا، راستے میں ایک تیر ساز کے پاس سے گزرا جو تیر بنا رہا تھا۔ اس کا تہہ بند نیچے لٹک رہا تھا وہ ایک تیر کے ساتھ الجھ گیا۔ ظالم کو بتقاضائے نخوت وغرور جھک کر نکالنا گوارا نہ ہوا۔ اپنے آزار کو جھٹکا دیا، جس سے وہ تیر اس کی پنڈلی پر لگا اور ہلکی سی خراش آ گئی۔ گھر پہنچنے سے پہلے پہلے وہ زخم پھوٹ نکلا جس سے وہ بدبخت واصل جہنم ہو گیا۔

اب عاص بن وائل کی باری تھی۔ حضرت جبرائیل امین نے اس کے پاؤں کے تلوے کی طرف اشارہ فرمایا۔ وہ وہاں سے گزر گیا، راستے میں ایک معمولی سا کانٹا اس کے پاؤں کے تلوے میں چبھ گیا، جس سے اس کا پاؤں سوج کر چکی کے پاٹ کی طرح ہو گیا اور اسی تکلیف سے مر گیا۔

اسود بن المطلب گزرا تو جبرائیل امین نے اس کی آنکھ کی طرف اشارہ کیا، جس سے وہ اندھا ہو گیا۔ دیوانہ وار بیت اللہ شریف سے باہر نکلا اور پاگلوں کی طرح ایک درخت کے ساتھ سر ٹکرانے لگا اور اسی حال میں اس کی بھی موت واقع ہو گئی۔

اب اسود بن یغوث کا حال سنیئے: وہ سامنے آیا تو حضرت جبرائیل امین نے اس کے پیٹ کی طرف اشارہ فرمایا۔ اس کا پیٹ پھولنے لگا اور مرض استسقاء میں مبتلا ہو گیا۔ ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ راستے ہی میں لُو لگی اور سارا بدن بمعہ اس کے چہرہ کے کالا سیاہ ہو گیا، یہاں تک کہ گھر والے اسے پہچان بھی نہ سکے اور وہ بدنصیب اسی حال میں مر گیا۔

سب سے آخر میں حارث بن طلاطلہ کی باری آئی۔ حضرت جبرائیل امین نے اسے دیکھ کر اس کے سر کی طرف اشارہ فرمایا۔ جس سے اس خبیث کا سر پھولنا شروع ہو گیا اور اس پر اتنا ورم آ گیا کہ وہ جانبر نہ ہو سکا اور اسی تکلیف سے جہنم رسید ہو گیا۔ اس طرح یہ پانچوں گستاخان رسول ایک ہی رات میں عبرتناک انجام کو پہنچ گئے۔ اور اللہ تعالیٰ نے اپنا وعدہ سچ کر دکھایا۔ اور دنیا والوں کو دکھا دیا کہ یاد رکھو جو کوئی میرے محبوبؐ کے ساتھ گستاخی کا ارتکاب کرے گا، اسے معاف نہیں کیا جائے گا، دنیا میں بھی عبرتناک موت سے ہمکنار ہو گا اور آخرت کا دردناک عذاب الگ رہا۔

دور نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے بعد میں بھی اگر کوئی بدنصیب گستاخ رسولؐ بننے کی کوشش کرے گا تو اس کا حشر بھی ایسا ہی ہو گا۔ مرزا قادیانی کی طرح آیات قرآنی کی تکذیب کر کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت پر ڈاکہ زنی کی جسارت کرے گا تو انجام یہ ہو گا کہ ٹٹی خانے میں موت آئے گی۔

سلمان رشدی کے روپ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں گستاخانہ زبان استعمال کرے گا تو منہ چھپانے کو جگہ نہ ملے گی، زندگی بھر ذلیل و خوار ہو کر بے سکونی اور بے چینی کی موت مرے گا۔ (انشاء اللہ)

تحریر: (مولانا) محمد اشرف کھوکھر

# توضیح و تشریح العلیم جل جلالہ

العلیم: علم سے ہے' جس کا معنی جاننے والا' العلیم جل جلالہ اللہ رب العزت کی صفاتی ناموں میں سے ایک ہے' جس کا معنی ظاہر و باطن کا جاننے والا' جس کا علم ہر چیز کو محیط ہے' اس سے کوئی چیز مخفی نہیں۔

قرآن کریم میں ارشاد خداوندی ہے:

"عالم الغیب و الشھادۃ" (انعام:۷۳)

ترجمہ:"وہ غیب اور ظاہر دونوں کا جاننے والا ہے۔"

اللہ رب العزت تخلیق کائنات اور اس کے ماضی' حال اور مستقبل کا علم رکھنے والا ہے' یعنی علیم ہے۔ کائنات کا محدود حسن ایک نقطہ سے شروع ہو کر لکیر کی صورت کر کے قوس اور دائروں میں ڈھل کر جمالیاتی نقش و نگار میں بدل جاتا ہے جو مقصود کائنات انسان میں "علم و آگہی" کے حصول اور کائنات کے اسرار و رموز سے پردہ اٹھانے کی جستجو اور حقیقت تک پہنچنے کا داعیہ پیدا کرتا ہے۔

یہ سب انسانی فطرت میں اللہ علیم و خبیر نے ودیعت کیا ہوا ہے۔ انسان کو شرف و عزت و فضیلت علم کی بنا پر عطا کی گئی اور اشرف المخلوقات بنایا گیا ہے۔

"جو پایا علم سے بشر نے' فرشتوں نے وہ پایا نہ پایا"

یہ یاد رہے کہ انسانی حواس و ادراک محدود ہیں' اس لئے حواس خمسہ سے حاصل کئے گئے' علم سے حتمی نتیجہ تک پہنچنا ممکن نہیں' اس لئے اللہ تعالیٰ نے جہاں کائنات کی تمام چیزوں کو انسان کی خدمت کے لئے پیدا فرمایا ہے' جہاں انسانی جسم کی نشو و نما کے لئے اسباب پیدا فرمائے ہیں' وہاں اس کی روح کی بالیدگی کا بھی بہترین انتظام فرمایا ہے۔ جہاں اللہ رب العزت نے انسان کو اعلیٰ ترین صفات عطا کر کے کائنات کی تحقیق میں چھپی حکمت کو مسخر کرنے کا داعیہ پیدا فرمایا ہے' وہاں' عقلی علوم کے ساتھ ساتھ آسمانی ہدایت و رہنمائی کا بھی انتظام فرمایا' ایک لاکھ چوبیس ہزار کم و بیش انبیا علیہم السلام کو انسانیت کی ہدایت و رہنمائی کے لئے وقتاً فوقتاً موقع کی مناسبت سے مختلف ادوار میں مختلف قوموں کی طرف کو مبعوث فرمایا' یہاں تک کہ رسول آخرین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام بنی نوع انسان کے لئے تا قیام قیامت معلم کتاب و حکمت بنا کر مبعوث فرمایا' اب دارین کی کامیابی و کامرانی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات پر پُر خلوص عمل کرنے میں مضمر ہے۔

اسلامی علوم کا نقطہ آغاز علم القرآن سے ہوا

ہے' قرآن کے علاوہ تمام تحریروں کا بتدریج بے اثر ہونا ان کی قسمت ہے۔ ماضی میں تبدیل ہونے والا ہر لمحہ اور کائنات کے اسرار و رموز سے پردہ اٹھانے کی ہر انسانی جستجو اور انسانی جہد مسلسل کا نتیجہ قرآن کی حقیقت کا بار بار زندہ اور قائم و دائم ہونے کا ثبوت مہیا کرتا ہے۔ مکہ مکرمہ کے غار حراء میں سب سے پہلی وحی و نزول قرآن کا آغاز جن چند آیات سے ہوا ہے ان میں انسان کو اپنی پیدائش اور مقام و مرتبہ پر غور و فکر کرنے کی طرف متوجہ کیا گیا ہے' جس میں فرمایا گیا کہ

"تو اللہ کا نام لے کر پڑھ' جس نے انسان کو جمے ہوئے خون کے لوتھڑے سے پیدا کیا' تو پڑھ کہ تیرا رب بڑا عزت والا ہے' جس نے انسان کو قلم کے ذریعہ علم سکھایا اور وہ کچھ بتلایا جو وہ نہیں جانتا تھا۔"

معلم کتاب و حکمت کے ذریعے اللہ رب العزت نے تمام بنی نوع انسان کو علم کی فضیلت' مقام و مرتبہ سمجھایا ہے کہ انسانی قدر و منزلت کا حقیقی معیار علم ہے اور حقیقی علم کا منبع مرکز اور محور قرآن کریم ہے۔ بالفاظ دیگر تمام علوم کا احاطہ کرنے والی کتاب قرآن کریم ہے۔ یاد رہے کہ علوم و فنون میں فرق ہے۔

علوم میں عقائد' عبادات' معاملات وغیرہ شامل ہیں جبکہ فنون میں قدیم و جدید عصری فنون شامل ہیں۔

علم کے ماخذ: (۱)قرآن' (۲)سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم' (۳)اجماع صحابہؓ (۴)قیاس ہیں۔

ہم دیکھتے ہیں کہ علوم ہم تک براہ راست نہیں پہنچے مثلاً قرآن مجید جو مرکز و محور علم ہے۔ براہ راست اللہ رب العزت نے بیک وقت آسمان سے کتاب کی شکل میں نازل نہیں فرمایا بلکہ رسول آخرین صلی اللہ علیہ وسلم پر ۲۳ سال کے عرصہ میں وقتاً فوقتاً ضرورت کے مطابق بذریعہ جبرائیل امین علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمایا اور بالآخر دین مکمل فرمادیا اور تکمیل دین کا واضح اعلان کردیا گیا۔

ہمارے پاس قرآن مجید فرقان حمید جن صحت مند' بالغ نظر اور دیانتدار ذرائع سے پہنچا ہے' ان کی تقلید ضروری ہے۔ چودہ سو سال کے عرصہ میں قرآن کریم کی امانت سینہ بہ سینہ ہم تک پہنچی ہے اور ہم بھی اس قرآن کی امانت کو دوسروں تک پہنچانے کے مکلف ہیں۔ اللہ رب العزت نے تاقیام قیامت دین کا کام لینا ہے' جس سے وہ جتنا چاہے اس لئے کہ اس کی حفاظت کا ذمہ اللہ تعالیٰ نے خود لے رکھا ہے:

ترجمہ: ''اور ہم نے اس قرآن کو اتارا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔''

علم اور علماً حق کے مقام و مرتبہ کو اللہ علیم و خبیر نے متعدد جگہ قرآن مجید میں ذکر فرمایا ہے:

ترجمہ: ''کیا جاننے والے اور نہ جاننے والے برابر ہوسکتے ہیں؟''

رسول آخرین صلی اللہ علیہ وسلم نے علماً کو انبیاً کا وارث قرار دیا ہے۔ فرمایا:

''العلماً ورثۃ الانبیاً''

(علماً انبیاً کے وارث ہیں)

دوسری جگہ علماً کو بنی اسرائیل کے انبیاً سے تشبیہ دے کر فرمایا:

''میری امت کے علماً بنی اسرائیل کے انبیاً کی طرح ہیں۔''

علم و علماً حق کا مقام و مرتبہ اس مختصر مقالہ میں ہم بیان کرنے سے قاصر ہیں' مقصود العلیم جل جلالہ کی اپنی علمی بساط کے مطابق توضیح وتشریح بیان کرنا ہے۔

دین و دنیا کی تعمیر و ترقی علوم قرآن اور حاملین قرآن کی محنت' مشقت' اور جہد مسلسل کی مرہون منت ہے یہی وجہ ہے کہ معاندین اسلام کا سب سے پہلا نشانہ علماً حق ہیں تاکہ علماً و مدارس قرآن کی بنیاد ہی کو ختم کرکے کرۂ ارض پر طاغوتی طاقتوں کا قبضہ ہو اور وہ من مانے اصول وضوابط اور خود ساختہ عصری فنون کے ذریعہ حق کو (خاکم بدہن) نیست و نابود کردیں۔

قرآن و سنت کی بالادستی کو قائم کرنے کے اہل علماً حق ہیں لیکن انتہائی بدنصیبی کی بات ہے کہ ہر طاغوتی قوت کا پنجہ سب سے پہلے علماً حق پر پڑتا ہے۔ ماضی بعید وقریب میں دیکھنے سے پتہ چلتا ہے کہ علماً حق ہی ظلم وتشدد کا نشانہ بنتے رہے ہیں' یہود ونصاریٰ اور دیگر اقوام عالم عصری فنون کے ذریعہ امت مسلمہ کو مرعوب کرکے ان کی دینی غیرت و حمیت کو ختم کرنے کی کسی طرح کی بھی جسارت کبھی بھی بار آور نہیں ہوگی۔ (انشاء اللہ)

عصری فنون کے ذریعے انسان نے دریاؤں اور سمندروں کو مسخر کرلیا' ہوا' فضا اور سیارگان کو مسخر کرلیا' زمین کے چھپے خزینوں اور دفینوں کو نکال کر اپنے کام میں لگالیا' الفا' بیٹا' گاما شعاعوں کے ذریعے علاج و معالجے کے نئے نئے طریقے ایجاد کرلئے لیکن انسان کو اس مادی ترقی کے حصول کے لئے جس چکی میں پیسا جارہا ہے اس سے تو یوں معلوم ہوتا ہے کہ دنیا کی تعمیر و ترقی ہی انسانی زندگی کا مقصد وحید ہے۔

دنیا کے جہاں دیدہ دانشوروں' مفکروں' مدبرین سے یہاں ایک سوال ہے کہ انسان کی تمام تر جدوجہد کا نصب العین انسانی حیات کی تعمیر و ترقی ہے یا کہ دنیا کی در و دیوار کی ترقی؟

اگر تو دین و دنیا کی ترقی مقصود ہے تو فبہا اور اگر اس کے برعکس ہے تو تمام تر فنون کی ترقی کو ترقی معکوس کہنا بہتر ہوگا!

اور پھر تو اس نام نہاد ترقی سے وہ زمانہ لاکھ درجہ بہتر تھا کہ جس میں قرآن وسنت کی بالادستی تھی' عدل وانصاف' اخوت ومساوات' امانت و دیانت' شرافت وصداقت دور دورہ تھا۔ ہم آج سے چودہ سو سال قبل دور نبوت کے ماہ و سال سے سبق حاصل کریں۔

تیری معراج کہ تو لوح و قلم تک پہنچا
میری معراج کہ میں تیرے قدم تک پہنچا

عصر حاضر میں علوم کے اصل ماخذ سے روگردانی اور عصری علوم وفنون پر تمام تر توجہ مرکوز ہونے کی وجہ سے یہود و نصاریٰ کی تقلید میں الیکٹرونک میڈیا انٹرنیٹ کے ذریعے دینی

مذہبی اخلاق تعمیر و ترقی کی بجائے نسل نوع میں تخریبی اخلاق سوختہ عادات و اطوار کو پروان چڑھایا جارہا ہے۔ امت مسلمہ کے نوجوانوں کو تعمیری جدوجہد کی بجائے زیادہ تر اخلاق سوختہ فلموں اور الیکٹرونک کھیل کود میں اوقات کو ضائع کیا جارہا ہے۔ ان تمام تر تخریبی عوامل واسباب کے نہ صرف معصوم اذہان کے حامل نسل نوع ہے بلکہ اس میں والدین اور اساتذہ کا کردار بھی شامل ہے جو نسل نوع کو حقیقی علوم کے حصول اور قوانین اصول وضوابط کے مطابق تعمیر حیات کی بجائے تخریبی کی طرف لے جارہے ہیں۔

اللہ رب العزت علیم وخبیر ذات امت مسلمہ کو علوم حقیقی کے منبع ومحور مرکز اور سرچشمہ ہدایت یعنی قرآن وسنت کی طرف رجوع کرنے کی توفیق ارزاں فرمائے۔ (آمین)

یہ مسلمہ حقیقت ہے کہ انسانی حواس و ادراک سے حاصل کیا گیا علم مستند نہیں ہوتا' جس طرح ہم بیرونی محرک روشنی کے بغیر اندھیرے کمرے میں کوئی چیز دیکھنے سے قاصر ہوتے ہیں' اسی طرح ہمارا دماغ حواس وادراک اور اس کے نتیجے میں حاصل کیے گئے نتائج حتمی نہیں ہوسکتے' لہٰذا ہمیں علوم کے اصل محور اور مرکز کی طرف رجوع کرنا ہوگا۔ یعنی قرآن وسنت کی بالادستی کا استحکام ہی دارین کی فوز وفلاح کی ضمانت مہیا کرے گا۔

جہاں باقی ہے یہ دشوار کار جہاں بنی
جگر خوں ہو تو چشم دل میں ہوتی ہے نظر پیدا

اللّٰھم نوّر قلبی بعلمک
وشغّل بدنی بطاعتک (آمین)

بقیہ: ختم نبوت کا مفہوم

صرف آپ کا اعزاز واختصاص ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے لئے جن چھ خصوصیات کا ذکر فرمایا ان میں سے ایک یہ بھی ہے:

"ارسلت الی الخلق کافۃ وختم بی النبیون"

ترجمہ: "میں تمام مخلوق کے لئے نبی بنا کر بھیجا گیا اور مجھ پر نبوت کا سلسلہ ختم کردیا گیا۔"

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں، آپ کی امت آخری امت ہے، آپ کا قبلہ آخری قبلہ (بیت اللہ شریف) ہے، آپ پر نازل شدہ کتاب آخری آسمانی کتاب ہے۔ یہ سب آپ کی ذات کے ساتھ منصب ختم نبوت کے اختصاص کے تقاضے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے پورے کردیئے، چنانچہ قرآن مجید کو ذکر للعالمین اور بیت اللہ شریف کو ھدی للعالمین کا اعزاز بھی آپ کی ختم نبوت کے صدقے میں ملا۔ آپ کی امت آخری امت قرار پائی جیسا کہ ارشاد نبوی ہے: "انا آخر الانبیاء وانتم آخر الامم۔"

حضرت علامہ جلال الدین سیوطیؒ نے اپنی شہرہ آفاق کتاب "خصائص الکبریٰ" میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم النبیین ہونا، آپ ہی کی خصوصیت قرار دیا ہے۔ (دیکھئے ج:۲، ص:۱۹۳، ۱۹۷، ۲۸۴)

اسی طرح امام العصر علامہ سید محمد انور شاہ کشمیریؒ فرماتے ہیں:

"وخاتم بودن آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) از میان انبیاء از بعض خصائص وکمالات مخصوصہ کمال ذاتی خود است۔"

ترجمہ: "اور انبیاء میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم ہونا، آپ کے مخصوص فضائل وکمالات میں سے خود آپ کا اپنا ذاتی کمال ہے۔"...... ☆☆

بقیہ: اخبار ختم نبوت

تبلیغ پر پابندی کے پیش نظر کوئی قادیانی یا قادیانی مربی کسی مسلمان کو قادیانی لٹریچر تقسیم نہیں کرسکتا اور نہ ہی قادیانی مذہب پر بحث کرنے کی دعوت دے سکتا ہے جبکہ قادیانی شرارت کررہے ہیں جس کی قانوناً روک تھام کی جائے۔ اسی طرح ایک قادیانی مرزائی غیر مسلم موٹر کمپنی والا نے اپنے گھر کو عبادت گاہ میں تبدیل کردیا ہے اور قادیانی مذہب کی تبلیغ کی جاتی ہے جبکہ یہ رہائشی مکان ہے انہوں نے ڈائریکٹر جنرل ایف ڈی اے سے مطالبہ کیا ہے کہ مدینہ ٹاؤن کے اس پلاٹ کی الاٹمنٹ منسوخ کردی جائے۔

## حکومت چناب نگر کے اسکولوں کو قادیانیوں کے حوالے نہ کرے' مولانا فقیر محمد

فیصل آباد (نمائندہ خصوصی) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے سیکریٹری اطلاعات نے چیف ایگزیکٹو پاکستان اور گورنر پنجاب سے مطالبہ کیا ہے کہ وسیع تر عوامی مفاد کے پیش نظر ۱۹۷۲ء میں قومیائے گئے تعلیمی ادارے سابقہ این جی اوز کو نہ دیئے جائیں اور چناب نگر سابقہ ربوہ سے تین سرکاری ہائی اسکول گورنمنٹ تعلیم الاسلام ہائی اسکول بوائز چناب نگر' گورنمنٹ نصرت گرلز ہائی اسکول چناب نگر اور گورنمنٹ فضل عمر گرلز ہائی اسکول چناب نگر قادیانی جماعت کے سپرد نہ کئے جائیں۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان میں چناب نگر ایک ایسا شہر ہے جس میں قادیانیوں کے سوا اور کوئی رہائش نہیں رکھتا اور اگر یہ تین ادارے قادیانی جماعت کو دے دیئے گئے تو ان تعلیمی اداروں میں ہزاروں مسلمان طلبہ وطالبات تعلیم سے محروم ہوجائیں گے کیونکہ ربوہ میں کوئی مسلمانوں کا اسکول نہیں ہے اور نہ ہی حکومت کی طرف سے کوئی ہائی اسکول قائم ہے' کیونکہ چناب نگر کی ایک ہزار ایکڑ اراضی پر قادیانی جماعت غیر مسلم کا ہی قبضہ ہے' حکومت کو چاہئے کہ طے شدہ معاملات کو نہ چھیڑا جائے اور قادیانیوں' عیسائیوں کے تعلیمی ادارے کسی صورت بھی انہیں واپس نہ کئے جائیں' جبکہ گورنمنٹ ٹی آئی ہائی اسکول اور نصرت گرلز ہائی اسکول چناب نگر کی اراضی اور عمارتیں سرکاری طور پر تعمیر کی گئی ہیں۔

# اخبارِ ختمِ نبوّت

## گمراہ کن فتنوں کے خاتمے تک جدوجہد جاری رہے گی' مولانا محمد نذر عثمانی

رپورٹ (نمائندہ خصوصی) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت چھپلی (مدینہ کالونی) ضلع حیدرآباد کے تحت ایک بڑے اجتماع سے مجلس تحفظ ختم نبوت حیدرآباد کے مبلغ حضرت مولانا محمد نذر عثمانی نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اسلام دین فطرت ہے اور اسی کو قبول کرکے دنیا و آخرت میں فلاح و کامیابی حاصل کی جاسکتی ہے اور جو لوگ اسلام کے خلاف گمراہ کن تحریکات چلا رہے ہیں ان کو ایک دن ذلت و رسوائی کے علاوہ کچھ حاصل نہیں ہوگا' انہوں نے مزید کہا کہ آج ضرورت اس امر کی ہے کہ تمام مسلمان ان فتنوں کے خلاف سینہ سپر ہو جائیں اور ان پر یہ بات واضح کردیں کہ ان کے باطل نظریات کو کسی صورت میں پھیلنے کی اجازت نہیں دی جائے گی۔

حضرت مولانا محمد نذر عثمانی نے کہا کہ چھپلی پریٹ آباد میں عیسائیت کی سرگرمیاں ناقابل برداشت ہیں اور حیدرآباد کے علماء کرام اور غیور مسلمان ان عیسائیوں کی گھناؤنی سرگرمیوں کی قطعاً اجازت نہیں دیں گے' مولانا نے مزید کہا کہ اسی سلسلے میں حیدرآباد کے علماء کرام کا ایک نمائندہ وفد جس میں مولانا قاری کامران احمد' مولانا تاج محمد ناہیوں' مولانا عبدالسلام قریشی' مولانا سیف الرحمن آرائیں' مولانا محمد عثمانی' جناب اشفاق احمد آرائیں شامل تھے ڈی سی حیدرآباد جناب رضوان احمد اور ایس ایس پی حیدرآباد معظم جاہ انصاری سے ایک گھنٹہ طویل ملاقات کی اور حیدرآباد میں ان کی سرگرمیوں سے مطلع کیا مختلف علاقوں میں بننے والے نئے چرچ اور ان سے لاؤڈ اسپیکر پر عیسائیت کی تبلیغ پر اپنی تشویش سے آگاہ کیا متعلقہ ذمہ داروں نے ان سرگرمیوں کا فوری نوٹس لینے کا وعدہ کیا' اجتماع کا انتظام جناب اشفاق احمد آرائیں' جناب نواب الدین قریشی' جناب فیصل و دیگر کارکناں نے کیا تھا اجتماع رات بارہ بجے ختم ہوا۔

## قاسم آباد مدینہ مسجد میں درس قرآن

رپورٹ (نمائندہ خصوصی) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت قاسم آباد یونٹ ضلع حیدرآباد کے تحت جامع مسجد مدینہ واپڈا کالونی قاسم آباد میں درس قرآن کی نشست سے خطاب کرتے ہوئے مجلس تحفظ ختم نبوت حیدرآباد کے مبلغ مولانا محمد نذر عثمانی نے کہا کہ قادیانیت ایک اسلام دشمن تحریک ہے جس کا مقصد رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی اہانت کرنا ہے انہوں نے کہا کہ برصغیر میں تمام علماء نے عموماً اور علماء دیوبند نے خصوصاً اس فتنے کے خاتمے کے لئے بھرپور کوششیں کیں' اس شبانہ روز کوششوں کا نتیجہ تھا کہ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا اور ان کی گمراہ کن شیطانی سرگرمیوں کو روکنے کے لئے جنرل ضیاء الحق مرحوم نے امتناع قادیانیت آرڈیننس جاری کیا۔ مولانا محمد نذر عثمانی نے عوام الناس کو قادیانیوں کے عقائد اور سرگرمیوں سے آگاہ کرتے ہوئے وعدہ لیا کہ ان کی سرگرمیوں کے خاتمے کے لئے بھرپور کوششیں کریں گے درس قرآن کے بعد جماعت ختم نبوت کا لٹریچر تقسیم کیا گیا' درس قرآن کا اہتمام جماعت ختم نبوت قاسم آباد کے رکن لیاقت علی صاحب نے کیا تھا۔

## سی بی آر کے قادیانی چیئرمین کو برطرف کیا جائے' مولانا فقیر محمد

فیصل آباد (نمائندہ خصوصی) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے سیکریٹری اطلاعات نے صدر پاکستان و چیف ایگزیکٹیو' وفاقی وزیر خزانہ اور وفاقی وزیر مذہبی امور سے مطالبہ کیا ہے کہ وسیع تر قومی مفاد کے پیش نظر سینٹرل بورڈ آف ریونیو (سی بی آر) کے نئے چیئرمین قادیانی غیر مسلم ریاض ملک کو فوری طور پر اہم کلیدی عہدہ سے علیحدہ کیا جائے اور کسی محب وطن مسلمان کو اس اہم عہدہ پر تعینات کیا جائے۔ انہوں نے کہا کہ یہ ملک اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا تھا اس میں کسی زندیق کا کوئی حصہ نہیں ہے اور قادیانیوں نے گرداسپور کا ضلع پاکستان میں شامل ہونے کے بعد ہندوؤں سے سازباز کرکے دوبارہ بھارت میں شامل کروادیا تھا اور ہندوستان نے پٹھانکوٹ سے کشمیر تک سڑک تعمیر کرکے کشمیر پر قبضہ کرلیا تھا اور کشمیر کا مسئلہ بھی پالیسیوں کے باعث مشرقی پاکستان الگ ہوا تھا۔ افسوس ہے کہ اب پھر قادیانیوں کو مالیاتی شعبوں کا سربراہ بناکر مسلمانوں کے لئے مسائل پیدا کئے جارہے ہیں' جبکہ کسی کلیدی عہدہ پر کسی ملک اور اسلام دشمن قادیانی کو تعینات نہیں کیا جاسکتا اور وزیر خزانہ کی تمام پالیسیاں ناکام ہوگئیں ہیں اور قادیانیوں کا سی بی آر پر قبضہ کرایا جارہا ہے تاکہ وہ مسلمانوں سے بدلے لے سکیں اور پاکستانی معیشت کو مزید تباہ کردیں۔

## قادیانیت کی تبلیغ پر پابندی لگائی جائے

فیصل آباد (نمائندہ خصوصی) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے سیکریٹری اطلاعات نے وفاقی وزیر داخلہ' گورنر پنجاب اور صوبائی ہوم سیکریٹری سے مطالبہ کیا ہے کہ قادیانیت کی تبلیغ بند کرنے کے لئے امتناع قادیانیت آرڈیننس مجریہ ۱۹۸۴ء پر موثر عمل درآمد کرایا جائے اور قصوروار قادیانی غیر مسلم ملزمان کو زیر دفعہ ۲۹۸-سی تعزیرات پاکستان گرفتار کرکے جیل بھیجا جائے۔ انہوں نے کہا کہ قادیانی مربی چک ۱۲۱ گھوکھروال میں غیر قانونی طور پر مسلمان نوجوانوں کو قادیانیت کی دعوت دی جاتی ہے جب کہ قادیانیت کی

باقی صفحہ 25 پر

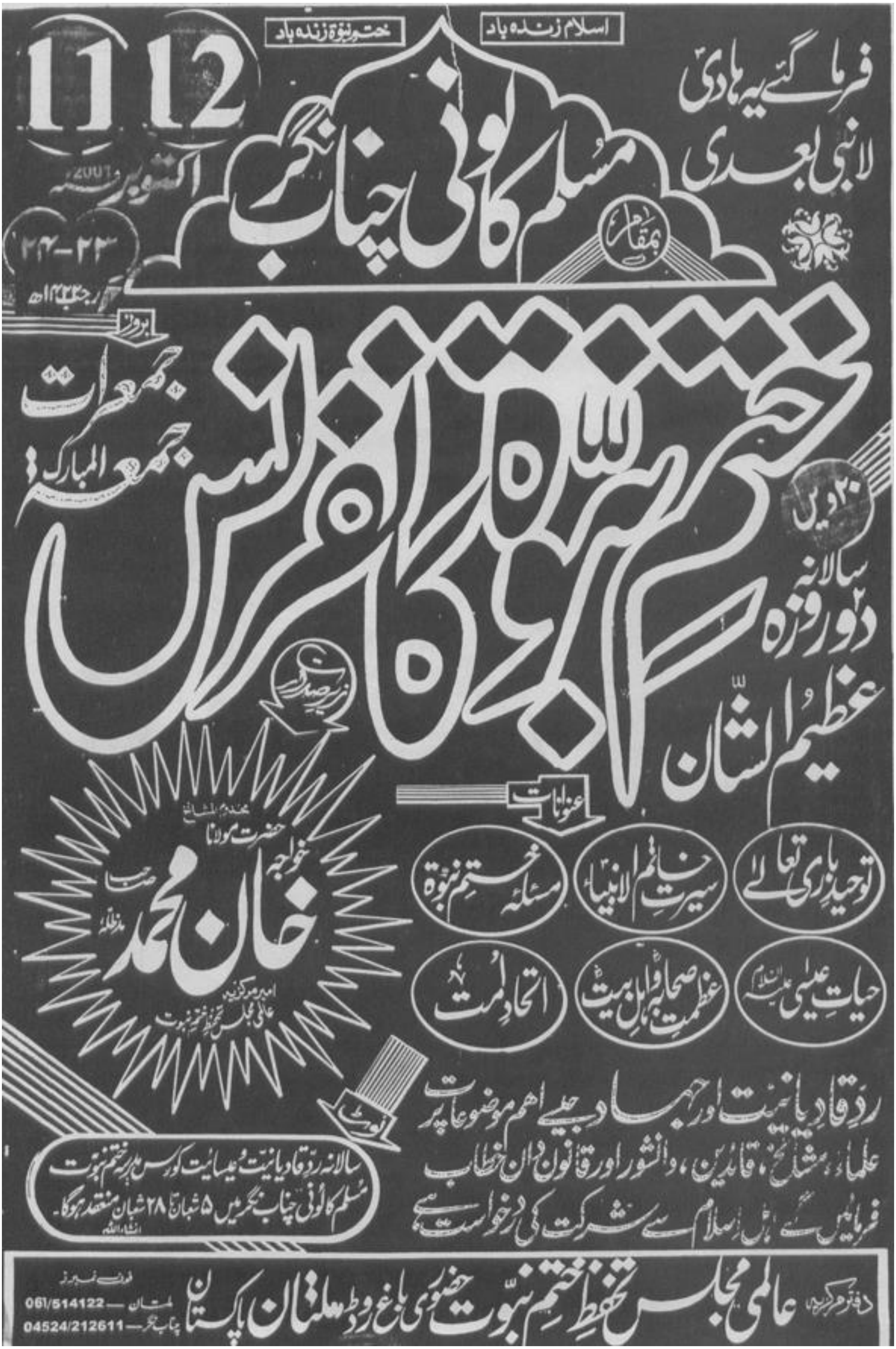

ختم نبوۃ زندہ باد
اسلام زندہ باد
11 12
اکتوبر سنہ 2001ء
۲۳-۲۴
رجب ۱۴۲۲ھ
بمقام
مسلم کالونی چناب نگر
فرما گئے یہ ہادی
لانبی بعدی
بروز
جمعرات
جمعۃ المبارک
۲۰ ویں
سالانہ
دو روزہ
عظیم الشان
ختم نبوت کانفرنس
زیر صدارت
مخدوم المشائخ
حضرت مولانا
خواجہ خان محمد صاحب مدظلہ
امیر مرکزیہ
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
عنوانات
توحید باری تعالیٰ
سیرت خاتم الانبیاء
مسئلہ ختم نبوۃ
حیات عیسیٰ علیہ السلام
عظمت صحابہ و اہل بیت
اتحاد امت
نوٹ
سالانہ ردِ قادیانیت و عیسائیت کورس مدرسہ ختم نبوت
مسلم کالونی چناب نگر میں ۵ شعبان تا ۲۸ شعبان منعقد ہوگا۔
ان شاء اللہ
ردِ قادیانیت اور جہاد جیسے اہم موضوعات پر
علماء، مشائخ، قائدین، دانشور اور قانون دان خطاب
فرمائیں گے اہل اسلام سے شرکت کی درخواست ہے
فون نمبرز
ملتان — 061/514122
چناب نگر — 04524/212611
دفتر مرکزیہ
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان پاکستان

REGD. NO. SS-[illegible]

الدِّيْنُ النَّصِيْحَة

Mubeen Trust

WAQAF

مبین ٹرسٹ

مبین ٹرسٹ

پوسٹ بکس نمبر ۳۶۰
اسلام آباد ۴۴۰۰۰ (پاکستان)
☎ 255394 FAX : 250055